مُرشدِ جیلانیؒ

کے

ارشاداتِ حقّانی

از

مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی

سلسلہ تبلیغ نمبر ۵

نام کتاب —— مرشدِ جیلانی کے ارشاداتِ حقانی

نام مؤلف —— مولانا محمد حنیف یزدانی

کتابت —— سرفراز مرکز کتابت کچہری بازار لائل پور

طباعت —— مسعود پرنٹرز ۸۰ میکلوڈ روڈ لاہور

صفحات —— ۱۰۴

قیمت —— تین روپے

ناشر —— مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

تاریخ اشاعت ۲۸ ذیقعد سنہ ۱۳۸۸ھ
۱۵ فروری سنہ ۱۹۶۹ء

بروز ہفتہ

حضرت الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

کے

سچّے عقیدت مندوں کے نام !

○

فہرست مضامین

عرضِ مؤلف

حمد و سپاس اس ذات یکتا و یگانہ کے لیے ہے جو اپنی حکمت اور مشیت کے تحت اپنے بندگان سے دین محکم کی استواری کے لیے خدمت لے لیتا ہے اور اپنے القائے خاص سے نواز کر مطلوبہ مقاصد کی تکمیل پر مامور کر دیتا ہے۔ نیز اور ادارِ ناشائستہ کی دستبرد سے دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ و بقا کا کام سرانجام فرماتا رہتا ہے اس طرح وہ اپنے تدبر کامل سے اپنے ناچیز اور حقیر انسانوں سے ان ضروریات کا اتمام کرا لیتا ہے جن کا معدوم ہونا نوعِ انسانی کے لیے نقصانِ عظیم کا باعث ہو سکتا ہو۔ بعد ازاں درود و سلام ہو۔ اس نبی برحق پر جس کے ارشادِ حقیقت آگین اور ندائے وحدت سرمدی سے ہمیں دین کا فہم حاصل ہوا۔

امابعد اس احقر العباد طالب الرشاد کی دیرینہ آرزو تھی کہ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو افادۂ عام کی غرض سے احاطۂ تحریر میں لایا جائے۔ اسلام میں چونکہ "مسئلہ توحید" بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور لوگوں کو اس اہم مسئلہ میں ٹھوکر لگی ہے تو مناسب یہ سمجھا کہ "مسئلہ توحید" کو حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصانیف غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب وغیرہ سے واضح کیا جائے۔ خدا کی شان ہے کہ جس مسئلہ کو حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر بیان کرتے رہے ان کے عقیدت مندوں کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں دھوکا ہوا۔ بجائے اس کے کہ خداوند تعالیٰ کی پوجا اور بندگی کی جاتی حضرت شاہ جیلانیؒ کی بندگی شروع ہو گئی اور تمام خدائی اوصاف انہیں شمار ہونے لگے اور حضرت شاہ جیلانیؒ کو حاجت روا، مشکل کشا، مصیبتیں دور کرنے والا، عالم الغیب، حاضر ناظر نذر و نیاز کے لائق سمجھا گیا انہی کے نام کی نماز صلوٰۃ الغوثیہ اور ان ہی نام کا وظیفہ یا شیخ سید عبد القادر جیلانی جیلانی شیئاً للہ شروع ہو گیا۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے حضرت شاہ جیلانی کی مسنون زندگی سے کچھ سبق نہ سیکھا ان کی روش اختیار نہ کی ان کی مذہبی زندگی کو نہ اپنایا حضرت جیلانی نے جو تبلیغ مسلمانوں میں کی ہے جو عقائد انہوں نے طالبین کو تعلیم فرمائے اور توحید خداوندی کی مشعلیں روشن کی ہیں۔ کتاب و سنت کے جس چشمۂ ہدیٰ کی ساقی گری کی ہے افسوس۔ سادہ دل مسلمان ان تمام باتوں سے ناآشنا رہے ہیں۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ارشادات سے برہمنیت اور پاپائیت نے جان بوجھ کر بے خبر کر رکھا ہے۔ علماء سوء نے ان کو کتمان حق کے تنگ و تاریک زندان کا اسیر بنا دیا۔ اپنی زندگی میں عقائد و اعمال کا جو

سر بفلک محل حضرت شیخ رح نے تعمیر کیا تھا "درویشی" نے اس میں مسلمانوں کو قدم نہیں رکھنے دیا۔ کمائد تصوف نے اس "کوچہ" کا پتہ نہیں دیا۔ اگر حضرت شیخ رح کا مسلمانوں سے تعارف کرایا ہے تو صرف نذر و نیاز اور گیارھویں کے ذریعہ ہی کرایا ہے سہ

مسئلے دہر میں تشریح طلب اور بھی تھے
ہم حدیث لب و رخسار سے آگے نہ گئے

اسلام نام ہے قرآن اور حدیث کا۔ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کے قول و کردار کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دین ان ہی دو چیزوں پر مکمل ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان بہت بزرگ اور ولی اللہ مانتے ہیں لیکن ان کی ذات میں بہت غلو کرتے ہیں اور بہت سے غیر اسلامی عقائد و اعمال ان کی ذات سے وابستہ کر رکھے ہیں اور ان کو غلط سمجھا ہے ان غلط فہمیوں، غلط کوششوں اور غلط قدموں کی اصلاح کے لیے ہم اس رسالہ ہدایت مقالہ میں حضرت شیخ جیلانی رح کے ملفوظات اور ارشادات پیش کرتے ہیں۔ من دون اللہ کی بحث کو ہم نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عوام اور خواص دونوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں بالوضاحت یہ بات آئی ہے کہ جب خدائی اوصاف کسی اور میں تسلیم کیے جائیں تو وہ من دون اللہ میں آجاتا ہے۔ چاہے انبیاء کرام و اولیائے عظام کیوں نہ ہوں۔ آخر یہودیوں عیسائیوں کی گمراہی کا سبب کیا ہے یہی کہ انہوں نے ان نبیوں کو مظہر ذات الٰہی جانا تو اللہ تعالٰی نے یہودیوں عیسائیوں کو مشرک قرار دیا۔ بزرگ بہر حال بزرگ ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور یہ بات صرف لفظ خدا استعمال کرنے سے ان کو خدا نہیں بناتی بلکہ خدائی اوصاف کسی اور میں ماننا خدا بنانا ہی ہے۔ مسئلہ علم غیب کو بھی بتشریح بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک نہایت اہم خدائی صفت ہے۔ ہر وقت ہر ایک چیز کا جاننا ذرہ ذرہ، پتہ پتہ، قطرہ قطرہ بال بال کا علم خداوند تعالٰی کی ذات کے ساتھ مختص ہے اور جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ عالم الغیب اللہ تعالٰی ہی ہے تو پھر "یا غوث" کا وظیفہ کیا معنے رکھتا ہے۔ اس لیے ہر وقت ہر ایک چیز کا جاننا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بس میں نہیں ہے تو جب یہ چیز ان کے اختیار میں نہیں تو فریاد رسی، حاجت روائی، مشکل کشائی کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے اور ہم نے ان تمام مسائل کو حضرت الشیخ علیہ الرحمۃ کے ارشادات کے علاوہ قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان خصوصاً اجلہ حنفیہ علماء کرام و صوفیاء عظام سے حل کیا ہے اور اس سلسلہ میں آنا

علمی مواد جمع کیا ہے کہ شاید ہی ناظرین کرام کو اتنا مواد کہیں یکجا میسر آئے۔ شروع میں "تحقیق انیتق" کے عنوان سے "غنیۃ الطالبین" کو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ ہی کی کتاب ثابت کیا ہے جس کو ناظرین مطالعہ فرمانے کے بعد حتمی و قطعی طور پر کہہ سکیں گے کہ واقعی فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین آپ ہی کی جلیل القدر تصانیف ہیں کتنا اندھیر ہے کہ ایک طرف تو آپ سے اتنی عقیدت اور وہ بھی اندھی اور دوسری طرف آپ کی تصنیف غنیۃ الطالبین سے صاف انکار۔ ٹھیک ہے "خدا جب کسی کو دین کا فہم نہیں بخشتا تو اس سے عقل بھی چھین لیتا ہے"۔ ہم نے اس کتاب مستطاب مفید شیخ و شباب کا نام "مرشدِ جیلانی کے ارشادات حقانی دربارہ توحید ربانی" تجویز کیا ہے۔ یہ پیارا نام دراصل جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین محترم مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف مدظلہ العالی محشی سنن نسائی و حیات امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل و امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و کتب کثیرہ علمیہ نے منتخب فرمایا ہے جو کہ ہم نے بسر و چشم و بصدق دل پسند کیا ہے۔ ناظرین باتمکین سے ہم پر خلوص گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو مذہبی، فقہی گروہی اور جماعتی تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مطالعہ فرمادیں گے تو انشاء اللہ اس کے مضامین عین کتاب و سنت کے مطابق پائیں گے۔ اور اگر وہ کوئی لفظی سقم پائیں تو برائے مہربانی اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی اصلاح کی جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی انکساری اور تضرع و زاری سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ خلوص کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں پوری زندگی "توحید و سنت" پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ برحمتک یا ارحم الرحمین۔

محمد حنیف یزدانی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
۲۴ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ۔ ۶ مارچ ۱۹۶۷ء

تحقیقِ انیق در غنیۃ الطالبین

از مؤلف

ناظرین باتمکین! جب مسئلہ توحید نہایت تفصیل و تشریح کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف غنیۃ الطالبین سے پیش کیا جاتا ہے تو غنیۃ الطالبین کا نام سنتے ہی آپ کے "مریدان خاص" انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کی ہے ہی نہیں حالانکہ شروع سے لے کر آج تک تمام علماء امت اس کتاب کے حوالہ جات اپنی اپنی کتابوں میں درج کرتے آتے ہیں۔ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ نے شرح فقہ اکبر مطبع مجتبائی صفحہ ۹۰ پر غنیۃ الطالبین کو آپ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ نے اپنے مکتوبات شریف کی دوسری جلد مطبع نول کشور صفحہ ۱۲۸ مکتوب ۶۷ میں اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات حنابلہ جلد اول میں حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں غنیۃ الطالبین کو ان کی تصنیف قرار دیا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں رویت باری تعالےٰ کے مسئلہ میں غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے بھی فتوح الغیب کی شرح فارسی میں غنیۃ الطالبین کا ذکر کیا ہے اور جناب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں لکھا۔ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی صفحہ ۱۸۳۔

مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۶۷ھ نے بھی غنیۃ الطالبین کا ترجمہ فارسی زبان میں لکھا۔ حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۱۴۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۴۰ھ نے اپنے مکاتیب صفحہ ۸۷ مکتوب ۸۵ پر غنیۃ الطالبین کو شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۸ھ محشی ہدایہ و شرح وقایہ نے بھی اپنے فتاوی جلد اول صفحہ ۴۱ پر غنیۃ الطالبین کو آپ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

ہندوستان میں سب سے پہلے مولود و فاتحہ کے جواز پر جو کتاب انوار ساطعہ مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری نے لکھی اس پر بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت احمد رضاخاں صاحب کی چار صفحوں کی تصدیق و تقریظ ہے انوار ساطعہ مطبع نعیمی مراد آباد صفحہ ۲۰۲ پر غنیۃ الطالبین کو حضرت الشیخ رح کی کتاب لکھا ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

بریلوی جماعت کے مشہور واعظ مولوی محمد عمر صاحب اچھروی لاہور نے اپنی تالیف مقیاس حنفیت میں غنیۃ الطالبین کو حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لکھا ہے۔ یاد رہے مولوی صاحب اچھروی کی کتاب پر ابوالحسنات مولوی محمد احمد صاحب سابق خطیب مسجد وزیر خاں لاہور مولوی سردار احمد صاحب لائل پوری اور مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلہ ہل ان تینوں صاحبوں کی تصدیق و تقریظ ہے اول الذکر دونوں صاحب فوت ہو چکے ہیں اور آخر الذکر مولوی صاحب ابھی تک حیات ہیں۔

ناظرین! اب آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف ہے اور اب جو لوگ اس کتاب کا انکار کرتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتابوں میں اسلام کا بنیادی مسئلہ "توحید" نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور موجودہ "قبر پرستی" کو بھی آپ نے عین شرک قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے حوالہ جات کو دیکھ کر آنکھیں تو بند نہیں ہوتیں لیکن فرار کی "آسان راہ" یہی ہے کہ سرے سے اس کتاب ہی کا انکار کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

ہم بھی آپ کی تصانیف کو صحیفہ آسمانی نہیں سمجھتے ہیں لیکن آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ "توحید" کچھ اس طرح بیان فرمایا کہ ان کتابوں کو سینے سے لگانے کو دل چاہتا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں مسئلہ توحید سمجھنے کی توفیق بخشے جس پر ہماری نجات کا دارو مدار ہے۔ آمین ثم آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مختصر

سوانح حیات

حضرت الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

○

حالاتِ سیّد عبدالقادر جیلانی رح

حضرت عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی سادات کرام سے تعلق رکھتے ہیں۔ آبائی سلسلہ نسب:- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مادری سلسلہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کا نسب بلحاظ مختلف قرابتوں کے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی ملتا ہے۔ اس لیے آپ صدیقی، فاروقی اور عثمانی بھی ہیں۔ آپ کا وطن گیلان ہے۔ جس کو جیلان بھی کہتے ہیں۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی ابوصالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ والدہ ماجدہ کا اسم شریف ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ۔ نانا ابوعبداللہ الصومعی اولیاء کرام میں سے ہیں۔ اسی لئے حضرت جب تک گیلان میں رونق افروز رہے سبط ابوعبداللہ کے لقب سے مشہور تھے ولادت مبارک سنہ ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ تاریخ ولادت (عشق ۴۷۰) ہے۔ اٹھارہ برس کی عمر تک آپ وطن عزیز میں مقیم رہے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بالآخر جاذبۂ ربانی ظہور پذیر ہوا اور اور ایما فرمایا گیا کہ کسی کام کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ سنہ ۴۸۸ھ میں والدہ ماجدہ سے اجازت چاہی کہ بغداد جائیں اور صلحا کی زیارت اور حصول علم سے مستفید ہوں۔ مخدومہ نے اجازت فرمائی۔ شوہری ترکہ میں سے اسیؔ اشرفیاں تھیں۔ چالیس حضرت کو دیں۔ چالیس دوسرے فرزند کو۔ حضرت کے حصّے کی ایک مرقع (گدڑی) میں بغل کے نیچے سی دیں۔ چلتے وقت فرمایا میں نے اپنا حق معاف فرمایا اب قیامت تک تمہاری صورت دیکھنے کو نہ ملے گی۔ یہ عہد لیا کہ ہر حال میں سچ بولنا۔ حضرت والدہ ماجدہ سے رخصت ہوکر قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر ساٹھ سوار قافلے پر حملہ آور ہوئے۔ سب قافلے والوں کو گرفتار کرلیا۔ آپ سے تعارض نہیں کیا۔ بالآخر ایک راہزن نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے فرمایا چالیس اشرفیاں۔ پوچھا کہاں ہیں۔ فرمایا گدڑی میں بغل کے نیچے سلی ہوئی ہیں وہ سمجھا کہ مذاق ہے چلا گیا۔ ایک دوسرے ڈاکو سے بھی یہی گفتگو ہوئی۔ پھر تیسرے سے۔ آخر انہوں نے اپنے سردار سے یہ ماجرا بیان کیا۔ اس نے بلاکر آپ سے پوچھا۔ حضرت کا وہی جواب تھا۔ ڈاکو اس وقت ایک ٹیلہ پر مال تقسیم کر رہے تھے۔ جواب

سن کر سردار نے کہا۔ گدڑی ادھیڑ دو۔ ادھیڑی گئی۔ پوری چالیس اشرفیاں نکلیں۔ تعجب سے پوچھا اپنا راز کیوں فاش کیا۔ فرمایا والدہ نے عہد لیا ہے کہ ہر حال میں سچ بولنا میں ان کے عہد میں خیانت نہیں کر سکتا۔ یہ کلام بہ تاثیر زبان سے نکلنا تھا کہ سردار کے دل میں اثر کر گیا رو دیا اور کہا تم اپنی ماں کے عہد میں خیانت نہیں کرتے میں اپنے پروردگار کے عہد میں سالہا سال سے خیانت کر رہا ہوں۔ اسی وقت توبہ کی۔ رفقاء نے یہ دیکھ کر کہا کہ تم راہزنی میں سردار تھے تو توبہ کے بھی سردار ہو۔ یہ کہہ کر سب نے توبہ کی اور مال قافلے والوں کو واپس دے دیا۔ حضرت نے فرمایا ہے یہ پہلا گروہ تھا جس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت نے یہ واقعہ خود زبان مبارک سے اس وقت بیان فرمایا تھا جب کسی نے سوال کیا تھا کہ آپ کی ترقی کی بنیاد کیا فرمایا صدق۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ اس زمانے میں بھی جب میں چھوٹا تھا اور مکتب میں پڑھتا تھا۔

تحصیل علم:۔ بغداد پہنچ کر پوری محنت اور کوشش سے تحصیل علم کی۔ اوّل قرآن مجید کو پوری روائت اور دراعت کے ساتھ حاصل کیا۔ یعنی قرأتیں سیکھیں اور سمجھ کر پڑھا۔ پھر ممتاز محدثین سے علم حدیث کی تحصیل اور دوسرے علوم کی بھی تکمیل کی۔ اس طرح اصول و فروع مذہب اور اخلاقیات غرض جملہ علوم کی تکمیل کی۔ اسی شان اور امتیاز کے ساتھ نہ صرف بغداد بلکہ تمام ممالک کے علماء سے ممتاز اور فائق ہو گئے۔ اور مرجع علماء بن گئے۔

سلوک:۔ سلوک میں ریاضات شاقہ فرمائیں اور مجاہدات عظیم کیئے خود فرماتے ہیں کہ پچیس برس تک میں عالم تفرید میں عراق کے جنگل اور ویرانوں میں پھرتا رہا ہوں نہ مجھ کو کوئی پہنچانتا تھا نہ میں کسی کو۔ فرماتے ہیں دوران سیاحت میں ایک بار سارا افق روشن ہو گیا۔ اس میں ایک عجیب صورت مجھ پر ظاہر ہوئی اس نے بآواز بلند مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر حرام ہے وہ میں نے تجھ پر حلال کر دیا جو چاہو گے وہ پاؤ گے۔ جو چاہے کرو۔ میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یہ پڑھتے ہی روشنی کا نور تھی اور تاریکی میں وہ صورت غائب۔ دور جا کر کہا اے عبدالقادر اپنے علم اور فقہ کی وجہ سے تم مجھ سے بچ گئے۔ میرے اس فریب میں پھنس کر ستر آدمی ایسے تباہ ہوئے کہ پھر راستہ نہ ملا۔ تم کو اللہ تعالے نے کیسا علم اور ہدایت عطا فرمائی ہے میں نے کہا للہ الفضل والمن ومنہ الھدایۃ فی البدایہ والنہایہ یہ اللہ ہی کا فضل اور احسان ہے اور ابتداد

انتہاء میں اسی کی ہدائت ملتی ہے۔ الغرض فراغ علم اور ریاضت ومجاہدہ کے بعد حضرت قیام بغداد (جو اس وقت مرکز عالم تھا) اور ترک سیاحت پر مامور ہوئے۔ اب اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخلوق پر ظاہر فرمایا۔ قبول عظیم اور عظمت تمام عطا فرمائی۔ ایک عظیم الشان مدرسہ تیار ہوا۔ اس میں درس وفتویٰ وفیض حضرت نے جاری فرمایا۔ مجالس وعظ جاری ہوئیں علماء فقہاء اور صلحا کی ایک جماعت کثیرہ جمع ہو گئی جو کلام مبارک اور صحبت شریف سے مستفید ہوتی۔ عراق میں ذات مبارک مریدین کی تربیت کا مرجع بن گئی۔ حق کی نصرت قول وفعل سے فرمائی۔ مفید کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب مشہور عالم ہیں۔ فوائد ومواعظ بے نظیر املا فرمائے جن کا مجموعہ الفتح الربانی ہے۔ علم اصول وفروع کو براہین سے مضبوط فرمایا۔ احکام کو عقل ونقل دونوں سے واضح فرمایا۔ یہاں تک کہ سارا آفاق ہیبت کمال سے گونج اٹھا حضرت سے ۳۳ برس افتاء کا فیض جاری رہا۔

حلیہ مبارک:۔ بدن نحیف، قد میانہ۔ رنگ گندم گوں۔ سینہ مبارک چوڑا۔ ریش اقدس[1] عریض وطویل ابروئے مبارک پیوستہ صورت مبارک شاندار باوقار، آواز بلند اور اس میں ایک گونہ سرعت دور ونزدیک یکساں سنی جاتی۔ قرب وبعد کا اثر نہ ہوتا۔ آپ کے کلام فیض انضمام کے رعب سے سننے والے پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ سوائے سکوت اور خاموشی کے کوئی چارہ نہ رہتا۔ کیسا ہی قسی القلب انسان ہوتا جمال مبارک دیکھ کر اس کا دل نرم ہو جاتا۔

مجالس وعظ:۔ حضرت نے چالیس برس وعظ فرمایا۔ ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک خود ارشاد فرمایا ہے کہ ابتداءً میرے وعظ میں تین چار آدمی ہوتے تھے۔ ہجوم بڑھا تو شہر میں ایک وسیع موقع پر وعظ ہونے لگا۔ کثرت حاضرین نے یہ مقام بھی تنگ کر دیا تو شہر سے باہر عید گاہ میں وعظ ہونے لگا۔ سواریوں پر اس کثرت سے حاضرین آتے کہ مجلس کے چاروں طرف سواریوں کا حصار ہو جاتا۔ ستر ہزار تک حاضرین کا اندازہ ہوا۔ چار صد علماء دوات قلم لیکر بیٹھتے کہ بیان شریف قلمبند کریں۔

کرامات عظیمہ اخلاق حسنہ:۔ باوجود جلالت قدر اور مرتبہ کے علو کے اور علم کی وسعت اور شان کی رفعت کے ہمیشہ ضعیفوں کے ساتھ

---

[1] دور سے اگر کوئی دیکھتا تو "وہابی" نظر آتے۔ وہابیوں کا حلیہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا۔ سیماھم التحلیق — یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمی۔ یا تو کنگھی کو آرسی کیا ؟

نشست فرماتے۔ فقراء کے ساتھ تواضع فرماتے۔ بڑی عمر والوں کی توقیر فرماتے۔ چھوٹوں پر شفقت سلام میں ابتدا فرماتے۔ مہمانوں اور طلباء کی ہم نشینی میں خدمت محسوس کرتے۔ ان کی لغزشوں سے درگذر اور برائیوں سے چشم پوشی۔ کوئی قسم کھاتا قبول فرما لیتے۔ خواہ کتنا ہی جھوٹ بولتا۔ اپنے علم و کشف کا اس موقع پر اظہار نہ فرماتے۔ مہمانوں اور ہم نشینوں کے ساتھ اس قدر انکسار اور خوش خلقی کا برتاؤ فرماتے کہ کوئی نہ کرتا۔ آپ کے ہم عصر مشائخ میں سے حسن خلق، وسعت صدر، کرم نفسی، دل کی شفقت، پابندیٔ وقت اور عہد کی حفاظت میں کوئی بھی آپ کا ہمسر نہ تھا۔ فاسقوں، فاجروں، مغرور اور مال دار آدمیوں کے لیے کبھی قیام نہ فرماتے۔ امیروں اور وزیروں کے دروازے پر کبھی تشریف نہ لے جاتے۔ چہرہ مبارک ہمیشہ تروتازہ اور تابناک رہتا۔ برتاؤ میں نرمی تھی اور حیا شدید۔ اخلاق وسیع کریم۔ خصلت پاکیزہ، نہایت مہربان، نہایت شفیق نہایت باعطوفت ہم نشین کا اعزاز فرماتے۔ مغموم آپ سے مل کر خوش ہوتا بیان اور کلام نہایت واضح تھا۔ آنسو آنکھوں سے جلد رواں ہو جاتے۔ خشیتِ الٰہی بہت تھی اور ہیبت کثیر۔ فحش سے بہت دور تھے۔ احکام الٰہی کی توہین ہوتی تو شدید غضب ناک ہوتے۔ اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ فرماتے۔ نہ نگاہ بدلتے۔ سائل کو رد نہ فرماتے۔ اگرچہ تن کے کپڑے مانگتا۔ خلاصہ یہ کہ آداب شریعت کی پابندی آپ کا ظاہر تھا اور اوصاف حقیقت باطن۔

ارشادات:۔ آپ فرماتے ہیں مستحق اور غیر مستحق سب سے سلوک کرو تاکہ حق تعالےٰ تم کو بے استحقاق عطا فرمائے۔ حضرت کی تصانیف غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب سے چند ضروری مطالب کا انتخاب لکھا جاتا ہے آپ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔

حسن معاشرت:۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن معاشرت رکھنی چاہیئے۔ ان کے سامنے کشادہ پیشانی رہے۔ ترش رو نہ ہو۔ اگر خلاف شرع گناہ اور حد سے متجاوز نہ ہو تو ان کی مرضی کے خلاف کوئی فعل نہ کرے۔ ان سے جھگڑا نہ کرے۔ ضد نہ کرے۔ ہمیشہ اپنے بھائیوں کا مددگار رہے۔ بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو۔ ان کی باتوں پر جو خلاف مزاج ہو تحمل کرے اور اذیت پر صبر۔ ان پر حسد نہ کرے۔ برائی فریب اور کھوٹ کا برتاؤ ان سے نہ کرے غائبانہ غیبت کرے نہ دور در برا کہے۔ ان کی غیبت میں ان کے حقوق کی حفاظت رکھے جہاں تک ممکن ہو ان کا عیب چھپائے۔ اگر بیمار ہو تو مزاج پرسی کرے۔ اگر حالت مرض میں کسی مجبوری سے نہ جا سکے تو صحت کے بعد

جائے اور مبارک باد دے۔ اگر وہ اس کی بیمار پرسی کو نہ آئے تو برا نہ مانے۔ دل میں اس کی جانب سے معذرت کرے۔ اگر وہ اس کے بعد بیمار ہو جائے تو بدلا نہ لے۔ بلکہ مزاج پرسی کرے۔ جو قطع تعلق کرے اس سے ملے جو محروم کرے اس کو بخشے۔ جو زیادتی کرے اس کو معاف کرے۔ اگر کوئی برائی سے پیش آئے تو اس کی طرف سے مناسب عذر اپنے دل میں کرے۔ بدخیالی پر اپنے نفس کو ملامت کرے۔ اپنا مال دوستوں کا مال سمجھے لیکن دوسروں کے مال پر بلا اجازت دست اندازی نہ کرے۔ اپنے تمام حرکات سکنات پر پرہیزگاری کا خیال رکھے۔ اگر کوئی بھائی اس کے ساتھ خوشی سے سلوک کرے تو جلد خوشی خوشی اس کے خوش کرنے کو قبول کرے اور سلوک کا احسان مانگے۔ کوئی شئے کسی سے عاریتاً نہ لے۔ کسی کو خود عاریتاً دے تو واپسی کا تقاضا بامکان نہ کرے۔ جب لینے والے نے کوئی چیز اپنی ضرورت سے طلب کی ہے تو مردانگی کے خلاف ہے کہ واپسی کا تقاضا کرے۔ اپنی ضرورت جہاں تک ممکن ہو بھائیوں سے چھپائے تاکہ اس کی وجہ سے ان کے دل پریشان نہ ہوں اور دقت میں نہ پڑیں۔ اگر صدمہ یا غم لاحق ہو تو دوستوں پر ظاہر نہ کرے تاکہ وہ مشوش نہ ہوں اور ان کا مزاج دسرور درہم برہم نہ ہو۔ اگر دوستوں میں سے کسی کو صدمہ پہنچ جائے اور وہ اس کو ضبط کرکے اپنے آپ کو مطمئن و مسرور ظاہر کرے تو چاہیئے کہ یہ بھی فرحت و سرور کا اظہار کرے اور اس کو ناگوار حالت نہ دکھائے اور اپنی کیفیت اس سے مختلف نہ بنائے۔ زندگی خوبی سے بسر کرنی چاہیئے۔ جب دل پر وحشت ہو تو حسن قلب پر گفتگو کرکے اپنے دل کو اس کی جانب متوجہ کرے تاکہ وحشت دور ہو جائے۔ ہر شخص کے ساتھ برتاؤ ایسا ہو کہ اس کو اپنی مرضی کا تابع بنانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اس کی خوشی کا لحاظ رکھے جہاں تک خلاف شرع نہ ہو۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کرام کو حکم ہے کہ انسان کی فہم کے مطابق ان سے گفتگو کریں۔ یہ بھی واجب ہے کہ چھوٹوں پر شفقت کرے۔ بڑھوں کی تعظیم کرے اور برابر والوں کے ساتھ سلوک ایثار اور احسان۔

متصوّف اور صوفی:- متصوّف وہ ہے جو بے تکلف صوفی بنے تاکہ صوفی ہو جائے۔ اور ان کے مرتبہ تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ پس جب وہ تکلف کرے اور صوفیوں کا کرتہ (قمیص پہنے) تو وہ متصوف کہلائے گا۔ جب وہ زہد میں پورا اور کامل ہو جائے۔ تمام چیزیں اس کے نزدیک ناپسندیدہ بلکہ فنا ہو جائیں اور تعلقات بریدہ تب اس کو زاہد

کہیں گے۔ اب اس کا یہ عالم ہو گا کہ جو چیز اس کے سامنے آئے گی خود اس سے وہ بے تعلق ہو گا۔ نہ پسند نہ ناپسند۔ حکم الٰہی کی پیروی کرے گا اور اس کے فرمان کا انتظار۔ اب وہ حقیقی صوفی ہے۔ صوفی مشتق ہے مصافاۃ سے یعنی ایسا بندہ جس کو اللہ عزوجل نے صاف فرما دیا ہو۔ لہٰذا صوفی اس شخص کو کہیں گے جو آفات نفس سے صاف اور خالی ہو۔ وہ سیدھے راستہ پر چلنے والا ہو اور حق سے پلٹنے والا۔ خلائق میں کسی سے اس کا دل لگا ہوا نہ ہو۔ صوفی کی یہ تعریف بھی گئی ہے کہ وہ صوفی ہے جو حق کے ساتھ صادق ہو۔ خلق کے ساتھ اچھے اخلاق رکھتا ہو۔ صوفی اور متصوف میں یہ فرق ہے کہ متصوف مبتدی صوفی منتہی۔ جب ریاضتیں متصوف کا نفس گلا دیں۔ ہوا و ہوس دور ہو جائے اور امیدیں فنا ہو جائیں اس طرح جب پاک صاف ہو جائے گا تو صوفی کا لقب حاصل کرے گا۔ اب وہ حکم ربانی کا محل۔ مشیئت کی گیند و عالم قدس کا تربیت یافتہ علوم و حکمت کا سرچشمہ۔ امن و کامیابی کا گھر ہے۔ اولیاء اللہ کی پناہ۔ جو مرید متصوف ہے وہ اپنے نفس سے شیطان سے اور مخلوق سے تدبیر کے ساتھ لڑتا ہے نیز دنیا و آخرت سے شش جہا نت سے فارغ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے تمام اشیاء سے منہ موڑ لیتا ہے نہ کسی چیز کی خاطر کام کرتا ہے نہ موافقت کرتا ہے نہ قبول۔ اپنے باطن کو اس کی جانب میل کرنے اور مصروف ہونے سے پاک کر لیتا ہے۔ اس طرح شیطان کی مخالفت کرتا ہے دنیا چھوڑ دیتا ہے۔ ہمسروں سے منہ موڑ لیتا ہے مخلوق سے دور ہو جاتا ہے یہ سب کچھ بہ حکم ربانی آخرت کی طلب کے واسطے کرتا ہے۔ اس کے بعد بہ حکم ربانی نفس اور خواہش کے ساتھ مزید جنگ کر کے قدم بڑھاتا ہے۔ آلودگیوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ خالص پروردگار عالم کا ہو جاتا ہے۔ اس کے آگے اور بلند مراتب بیان فرمائے ہیں جو فہم سے بالاتر ہیں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

اس کے واسطے پانچ شرطیں ہیں اوّل جس چیز کا حکم دے یا جس چیز سے منع کرے اس کا عالم ہو۔ دوم خالصۃً لوجہ اللہ امر یا نہی ہو اس سے مقصود دین کا اعزاز امر الٰہی کی بلندی ہو خود نمائی اور حمیت نفسانی کے لیے نہ ہو۔ برائی کے زائل کرنے میں اس کی کوشش جب ہی کامیاب متصور ہو گی کہ وہ صادق اور مخلص ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جما دے گا) اور اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون (اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کردار ہیں) جب وہ شرک سے بچ کر اور روک ٹوک کرنے کے وقت مخلوق کی نگاہ سے قطع نظر کر کے اس کام کو حسن و خوبی اخلاص کے ساتھ کرے گا تو اس کی فتح ہو گی۔ اگر اس کی حالت اس کے خلاف ہو گی تو خود تو ناکام اور خوار و ذلیل و حقیر ہو گا اور برائی بجال خود رہے گی بلکہ بڑھے گی اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ گنہگار گناہوں کے پیچھے اور زیادہ ڈٹ جائیں گے۔ شیاطین جن و انس اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر اطاعت ترک اور محرکات کے ارتکاب پر اور زیادہ متفق ہوں گے۔ سوم امر اور نہی نرمی اور محبت کے ساتھ ہو درشت کلامی اور سخت دلی کے ساتھ نہ ہو بلکہ اپنے بھائی کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے لطف و خلوص کے ساتھ ہو اس کو یوں سمجھائیے کہ شیطان مردود سے وہ کس طرح موافقت کر رہا ہے حالانکہ وہ اس کے دین و عقل پر حادی ہو کر اس کے پروردگار کی نافرمانی کو اور حکم الٰہی کی مخالفت کو خوش نما صورت میں اس کے سامنے جلوہ گر کر رہا ہے۔ شیطان کا مقصود اس سے اس کو ہلاک کر دینا جہنم میں ڈال دینا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر (وہ اپنے یاروں کو اسی لیے بلاتا ہے کہ جہنمی ہو جائیں) اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک (تم اللہ کی رحمت سے ان کے واسطے نرم ہو گئے اگر تم سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے۔ جب اللہ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا وقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ (اس سے نرم بات کہنا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے اور ڈر جائے) حضرت اسامہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو درست نہیں کہ امر بالمعروف کرے اور نہی عن المنکر جب تک اس میں تین صفتیں نہ ہوں جس بات کے کرنے کا حکم دیتا ہو اور جس بات سے منع کرتا ہو اس کی نسبت حکم الٰہی جانتا ہو حکم دینے اور منع کرنے میں لطف کا برتاؤ کرے۔ چہارم ناصح کو چاہیئے کہ صابر، حلیم، بردبار، متواضع نفسانی خواہشوں سے یکسو دل کا مضبوط اور برتاؤ کا نرم ہو گویا طبیب ہو کر مریض کا علاج کرتا ہے۔ حکیم ہو کر عقل و دماغ کا معالج ہے۔ پیشوا اور رہنما ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا (اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو صبر کر کے ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے) یعنی جب انہوں نے

اللہ کے دین کی نصرت و اعزاز اور اس کی معیت پر قائم رہنے میں اپنی قوم کی ایذائیں اٹھائیں تو ہم نے ان کو پیشوا اور رہنما بنا دیا جو کہ دین کے اطبا اور اہل ایمان کے سردار تھے اور اللہ تعالیٰ حضرت لقمان کے قصے میں فرماتا ہے وَامُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے روک اور جو مصیبت تجھ پر پڑے تو اس پر صبر کر یہ اولوالعزمی کے کاموں سے ہے) پنجم جس بات کا حکم دے اس پر خود بھی عامل ہو اور جس بات سے منع کرے اس سے خود بھی پاک و صاف ہو۔ اس میں لتھڑا ہوا نہ ہو۔ ورنہ شکست کھائے گا اور اللہ تعالےٰ کے حضور مذموم ہوگا اور ملامت کردہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو اور حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا اس پر بھی نہیں سمجھتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے معراج کی شب میں ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ والسلام نے کہا آپ کی امت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو حکم دیں گے اور اپنی جانوں کو بھلا دیں گے۔ حالانکہ کتاب پڑھتے ہوں گے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ ابن آدم لوگوں کو تو میری یاد دلاتا ہے مگر خود مجھ کو بھول جاتا ہے اوروں کو میری طرف بلاتا ہے مگر خود مجھ سے بھاگتا ہے۔ تمہارا ایسا ڈرانا بیکار ہے اس ارشاد میں وہ لوگ مراد ہیں کہ دوسروں کو اچھی باتوں کا حکم دیں بری باتوں سے روکیں۔ لیکن اپنے نفس کو چھوڑ رکھیں۔ اور اللہ تعالےٰ اس کا سب سے بڑا عالم ہے۔

آداب شرع کی نگہداشت:۔

ہر مومن پر واجب ہے کہ ان آداب پر ہر حال میں عمل کرے اور ان کو چھوڑے نہیں۔ امیر المومنین عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تادبوا ثم تعلموا (پہلے ادب حاصل کرو پھر پڑھو) حضرت ابو عبد اللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ادب العلم اکثر من العلم (علم کا ادب علم سے زیادہ ہے) حضرت عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جب میں سنتا ہوں کہ کسی شخص کو اگلوں اور پچھلوں کا سارا علم حاصل ہے۔ تو مجھ کو اس سے نہ ملنے کا افسوس نہیں ہوتا لیکن جب یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص کو ادب نفس حاصل ہے تو اس سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے اور نہ ملنے کا افسوس جو شخص ادب کا لحاظ

اور اہتمام رکھتا ہے اس کی مثال ایسے شہر کی ہے جس کی پانچ شہر پناہیں ہیں۔ پہلی سونے کی دوسری چاندی کی تیسری لوہے کی چوتھی پختہ اینٹ کی پانچویں کچی اینٹوں کی۔ جب تک شہر کے نگہبان کچی اینٹ کی شہر پناہ کی حفاظت رکھیں گے۔ دشمن پختہ اینٹ کی شہر پناہ کی ہوس نہیں کرے گا۔ لیکن اگر اس طرف سے اہتمام اٹھالیا تو پھر دوسری شہر پناہ دشمن کی تشکار ہوگی۔ پھر تیسری۔ یہاں کہ سب شہر پناہیں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی طرح ایمان پانچ شہر پناہوں کے اندر ہے۔ پہلی یقین دوسری اخلاص، تیسری ادائے فرائض، چوتھی سنتوں کی بجا آوری، پانچویں آداب (مستحبات) کی نگہداشت جب تک بندہ مستحبات کے اہتمام اور حفاظت میں ہے۔ شیطان کو سنتوں کی طمع نہیں۔ جب مستحبات ترک ہوئے تو سنتوں کو شیطان تاکے گا پھر فرائض کو، پھر اخلاص کو، پھر یقین کو، پس انسان کو لازم ہے کہ سارے امور میں مستحبات کا لحاظ رکھے۔ وضو میں نماز میں۔ بیع میں۔ شری میں وغیرہ ذلک

فتوح الغیب مقالہ (۴۷) میں ارشاد ہے۔ اے شخص! میں کیوں دیکھتا ہوں

حسد کی برائی:۔ کہ تو اپنے پڑوسی سے حسد کرتا ہے اس کے کھانے میں، پینے میں، لباس میں نکاح میں، مکان میں، دولت میں اور اس کے مولا کی دی ہوئی دوسری نعمتوں میں جو اس کی قسمت میں اس کے مولا کی جانب سے آئی ہیں۔ کیا تو یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے تیرا ایمان ضعیف ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے تو اپنے مولا کی نظر سے گرتا ہے اور تیرا حسد رب کریم کو تجھ سے ناراض کردے گا۔ کیا تو نے یہ حدیث نہیں سنی الحسود عدو نعمتی (اللہ تعالی فرماتا ہے حاسد میری دی ہوئی نعمت کا دشمن ہے) اور کیا تو نے یہ قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں سنا۔ ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) پھر تو اے مسکین کس چیز پر اس سے حسد کرتا ہے۔ اس کی قسمت پر یا اپنی قسمت پر۔ اگر تجھ کو اس کی قسمت پر حسد ہے تو منجانب اللہ۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا۔ دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے بانٹی ہے تو اس پر تو ظلم کرتا ہے ایک شخص اپنے مولیٰ تعالےٰ کی بخشی ہوئی اور قسمت میں لکھی ہوئی نعمتوں کو برت رہا ہے۔ اس کے حصے کی نعمتوں میں اللہ تعالےٰ نے نہ کسی اور کو شریک کیا ہے نہ حصہ دیا ہے۔ ایسی حالت میں اگر تو حسد کرے تو تجھ سے زیادہ ظالم، بخیل، رعونت پسند اور ناقص العقل کون ہوگا۔ اگر تجھ کو اپنی قسمت کی وجہ سے حسد ہے تو یہ تیرے جہل کی انتہا ہے تیری قسمت نہ دوسرے کو مل سکتی ہے نہ تجھ سے مل کر دوسرے کی طرف جا سکتی

ہے۔ انشاء اللہ اللہ عزوجل فرماتا ہے مایبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید (میرے یہاں
بات بدلی نہیں جاتی اور نہ میں بندوں کے حق میں ظالم ہوں) اللہ تعالیٰ تجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ جو تیرے
جو تیرے حصے اور مقسوم کو لے کر دوسروں کو دے دے۔ یہ تیرا جہل ہے اور اپنے بھائی پر ظلم۔ آگے یہ
بیان مفصل فرمایا ہے کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ جس بھائی کے مال و دولت پر تجھ کو دنیا میں حسد ہے وہ کل
قیامت کے دن حساب و کتاب کی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو اور تو بے مائگی کی بدولت حساب و کتاب سے
فارغ عرش کے سایہ میں بیٹھا ہو۔

سالک کا روحانیوں کے زمرے میں داخل ہونا کب صحیح ہوتا ہے

مقالہ (چالیسواں) اے سالک تو اس بات کی طمع مت کر کہ تو روحانیوں کے سلسلے میں اس وقت تک داخل ہو جائے گا جب تک
کہ تو اپنے آپ کا بالکلیہ دشمن نہ ہو جائے۔ سارے اعضاء و جوارح سے قطع تعلق نہ کرلے نیز اپنے
وجود سے حرکات سے، سکنات سے، سمع سے، بصر سے، کلام سے، گرفت سے، سعی سے، عمل سے
عقل سے اور ہر چیز سے جو اس وجود روح سے پہلے تیری تھی اور جو نفخ روح کے بعد سے تیری ہوئی۔
اس لیے کہ یہ سب کے سب تیرے رب سے حجاب ہیں۔ اب جب کہ تو بھیدوں کا بھید اور
غیب کا غیب ہو کر ساری چیزوں سے اپنے باطن میں قطعاً جدا ہو جائے۔ سب کو دشمن اور حجاب و
ظلمت خیال کرے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا تھا۔ فانھم عدولی الا رب العالمین
(پروردگار عالم کے سوا وہ سب میرے دشمن ہیں) اور یہ انہوں نے اصنام کی نسبت فرمایا تھا۔ تو اب چاہیئے
کہ تو اپنی ساری ہستی اور اعضا کو اور ساری مخلوق کو بت قرار دے اور ان میں سے کسی کی فرماں برداری
مت کر اور نہ پیروی کر۔ اب تو اسرار علوم لدنی اور ان کے عجائبات پر امین کیا جائے گا۔ اور مومنوں کو جنت
میں جو قدرت تکوین اور خرق عادت کی بخشی جائے گی۔ اسی قسم کی تجھ کو یہاں عطا ہو جائے گی۔ تیری یہ
حالت ایسی ہوگی کہ گویا تو آخرت میں مرنے کے بعد پیدا کیا گیا اور تیری ساری ہستی قدرت بن جائے گی۔
اور تو اللہ کی قوت سے سنے گا اور اللہ کی قوت سے دیکھے گا۔ تو اللہ کی قوت سے بولے گا تو اللہ کی
قوت سے پکڑے گا تو اللہ کی قوت سے چلے گا۔ اللہ کی قوت سے سمجھے گا۔ اللہ کی قوت سے اطمینان
پائے گا۔ اللہ کی قوت سے چین پائے گا۔ ماسوا اللہ اندھا ہو جائے گا۔ بہرا ہو جائے گا اور غیر اللہ کا

وجود تجھ کو نظر نہ آئے گا۔ باوجود ان سب حالات کے تجھ کو حدود شرع کی حفاظت رکھنی پڑے گی اور امر ونواہی کا پابند رہنا ہوگا۔ اگر تو اپنے اندر حدود شرعی کی بجا آوری میں کچھ بھی کوتاہی پائے تو تو سمجھ لے کہ تو فاتر العقل ہے۔ شیاطین نے تجھ کو اپنا کھلونا بنا لیا ہے۔ لہذا تجھ کو حکم شرع کی جانب لوٹنا چاہیئے اور اس سے چمٹ جانا اور اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ زندقہ (الحاد) ہے۔

تصوّف اور اس کی بنیاد :-

مقالہ (۷۵) میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان باتوں پر مضبوطی سے قائم رہ۔ اللہ کا خوف اور اس کی اطاعت ظاہر شرع کی پابندی، سینے کی پاکیزگی، نفس کی فیاضی، کشادہ روئی، مال کی سخاوت، ایذا دہی سے پرہیز، اذیت اور افلاس کی برداشت، بزرگوں کے ادب کی نگہداشت، بھائیوں کے ساتھ اچھی معاشرت چھوٹے اور بڑوں کی خیر خواہی، جھگڑے سے پرہیز، لطف و مدارات، ایثار کی پابندی، جوڑ جوڑ کر رکھنے سے بیگانگی، جو لوگ صالحین کے طبقے سے نہ ہوں ان کی صحبت سے پرہیز، دین اور دنیا کی ضرورتوں میں آدمیوں کی مدد فقر یہ ہے کہ اپنے جیسے انسانوں کا محتاج نہ رہے۔ غنا یہ ہے کہ اپنے جیسے انسانوں سے مستغنی ہو جائے۔ تصوّف قیل و قال سے حاصل نہیں ہوتا۔ بھوک اور نفس کی مرغوب اور پسندیدہ چیزوں کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اولیائے کرام کو جہاں نصیحت فرمائی ہے وہاں فرماتے ہیں۔

اے ولی! جان لے تجھ سے تیری حرکات و سکنات کا حساب ہوگا۔ جو بات فی الواقع بہتر ہے اس میں مصروف رہ۔ اعضا کے فضول تصرفات سے بچ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واجب ہے اللہ کا جو حق تجھ پر ہے وہ ادا کر تیرا حق جو اللہ پر ہے اس کو مت مانگ اور ہر حال میں چھوڑ دے۔ مسلمانوں کی نسبت اپنا گمان نیک رکھ اور نیت بخیر۔ ان کی بھلائی میں کوشش کر تیری رات اس حال میں نہ گذرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے شر ہو یا حسد ہو یا بغض۔ جو تجھ پر ظلم کرے اس کے حق میں دعائے خیر کر اور اللہ عزوجل کا مراقب رہ۔ مقالہ (۷۶)

وفات :-

حضرت نے اکیانوے برس کی عمر ۵۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ تاریخ وصال (کمال عشق ۵۶۱ھ) ہے عمر مبارک کے سنین کی تعداد لفظ کمال سے واضح ہوتی ہے

اولاد :- حضرت کے بارہ فرزند تھے اور ایک دختر نیک اختر۔ حضرت کا ظہور چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ہوا۔ حضرت نے تجدید دین فرمائی اسی لیے محی الدین لقب شریف ہے۔ علوم ظاہر اور باطن میں جلالت مرتبہ جس پایہ پر تھی اس کو اللہ تعالےٰ بہتر جانتے ہیں۔ اقوال مبارک سے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں ہو سکتی۔ میں نے حضرت کے اقوال فیض اشتمال علما اور مشائخ دونوں سے متعلق نقل کیئے ہیں تاکہ ان دونوں گروہوں کے فرائض اور اوصاف عامہ مسلمین کو معلوم ہو جائیں اور اس معیار پر مدعیان علم تصوف کے دعووں کو جانچیں جو اصحاب حضرت کے مقرر فرمودہ معیار کے مطابق ہوں۔ ان کے آگے سر تسلیم جھکا دیں۔ جو معیار پر ٹھیک نہ اتریں ان کو نہ عالم مانیں نہ عارف اور متاع دین کو ان کے پنجے سے بچائیں۔ حبیب قیوم حضرت مولانا روم ؒ نے آج سے صدہا برس پہلے لکھا تھا اور ہشیار کیا تھا۔

اے بسا ابلیس آدم روئے است
پس بہر دستے نباید داد دست

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ جہاں معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

ساری مخلوق خداوند تعالیٰ کے سامنے مثل قیدی کے ہے

اجعل الخلیقة اجمع کرجل کتفه سلطان عظیم ملکهٗ شدید امره وهوله صولته وسطوته ثم جعل الغل فی رقبته مع رجلیه ثم صلبه علی شجرة الارز علی شاطئ نهر عظیم موجه فسیح عرضه وعمیق غوره وشدید جریه ثم جلس السلطان علی کرسی عظیم قدره وعال سماءه بعید مرامه ووصوله وترك الی جنبه احمالا من السهام والرماح والنبل وانواع السلاح والقسی مما لا یبلغ قدرها غیره فجعل یرمی الی المصلوب بما شاء من ذلك السلاح فهل یحسن لمن را ای ذلك ان یترك النظر الی السلطان ویترك الخوف منه والرجاء له ویخاف من المصلوب ویرجو منه الیس من فعل ذلك یسمّٰی فی قضیة العقل عدیم العقل والادراك مجنونا بهیمة غیر انسان

(فتوح الغیب مقاله ۱۳)

ترجمہ:- اے میرے مرید! کل مخلوق کو خداوند تعالےٰ کے سامنے اس طرح سمجھ جسطرح ایک بادشاہ ہے جس کا ملک بہت بڑا وسیع ہے حکم سخت اور رعب داب دل ہلا دینے والا ہے اس نے ایک شخص کو گرفتار کر کے اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ایک صنوبر کے درخت میں ایک دریا کے کنارے جس کی موجیں زبردست پاٹ بہت بڑا تھا بہت گہری بہاؤ بہت زوروں پر ہے لٹکا دیا ہے اور خود بادشاہ ایک نفیس اور بلند کرسی پر کہ اس تک پہنچنا مشکل ہے تشریف فرما ہے اور اس بادشاہ کے پاس تیر، تلوار اور نیزہ و کمان وغیرہ ہتھیار اتنے ہیں کہ اس کا اندازہ اس بادشاہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اب ان چیزوں میں سے جو چیز چاہتا ہے اٹھا کر اس لٹکے ہوئے قیدی پر مارتا ہے اور وہ قیدی چونکہ جکڑا ہوا ہے اور اونچی جگہ لٹکا ہوا ہے اس لیے نہ وہ ہل سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی چھڑا سکتا ہے۔ جو لوگ اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں وہ اگر اس قیدی سے ڈریں اور نفع ونقصان کی امیدیں رکھیں اور بادشاہ سے نہ رکھیں تو ان کے لیے حیف ہے۔ کیا جو شخص ایسا کرے۔ عقل کے نزدیک بے عقل، بے ادراک، دیوانہ، چوپایہ اور انسانیت سے خارج نہیں ہے یعنی یقیناً وہ ایسا ہی ہے۔

ف :۔ مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے سامنے ساری مخلوق مثل اس بے بس قیدی کی طرح ہے۔ زندگی یا موت یا خوشی یا غم سب کچھ تمام مخلوق کو اسی کی طرف سے آتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔

ہر طرح کا نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

فَاِنَّهٗ لیس الی احد ضرّ ولا نفع ولا جلب ولا عزّ ولا ذلّ ولا رفع ولا خفض ولا فقر ولا غناء ولا تحریك ولا تسکین الاشیاء کلّها خلق الله بید الله بامرہٖ واذنہ جریانها کل یجری لاجل مسمّی عندہ وکل شیئ عندہ بمقدار لا مقدّم لما اخّر ولا مؤخّر لما قدّم قال الله عزّ و جلّ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (فتوح الغیب مقالہ ۱۸)

ترجمہ :۔ کیونکہ ضرر اور نفع عزت اور ذلت بلندی اور پستی غریبی اور دولت مندی حرکت دینا اور ٹھہرانا کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اسی کے ہاتھ میں ہے سب کچھ اور ان کا جاری ہونا اسی کے حکم اور اذن سے ہے۔ ہر ایک چیز مقرر کی ہوئی مدت کے لیے جاری ہے۔ ہر ایک چیز اس کے پاس ایک اندازہ میں ہے جس کو پیچھے ہٹا دے اس کو آگے کرنے والا کوئی نہیں اور جسے آگے کر دے اسے پیچھے لانے والا کوئی نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو اس کو اس کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو رد کرنے والا کوئی نہیں۔

اس آیۃ کریمہ کا مفہوم واضح ہے لیکن ہم مزید تسلی کے لیے معتبر مستند تفاسیر کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ اپنی تفسیر کبیر میں اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

عــہ گیارواں پارہ سورہ یونس کا آخری رکوع۔

والاٰیۃ دالۃ علی ان الضرّ والخیر واقعان بقدرۃ اللہ تعالیٰ وبقضائہٖ فیدخل فیہ الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان والسرور والاٰفات والخیرات والاٰلام واللذّات والراحات فبیّن سُبحانہ وتعالیٰ ان قضیٰ لاحد شرًّا فلا کاشف لہٗ الّا ھو وان قضیٰ لاحد خیرًا فلا راد لفضلہٖ

ترجمہ:- یہ آیہ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تحقیق نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے سے بندہ پر واقع ہوتے ہیں۔ پس اس فیصلۂ الٰہی میں شامل ہیں کفر اور ایمان، فرمانبرداری اور نافرمانی، خوشی اور آفتیں، بھلائی اور مصیبتیں، لذت اور راحتیں۔ پس بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ فیصلہ کرے کسی کے لیے تکلیف، دکھ، درد اور مصیبت کا تو اس مصیبت کو اس سے ٹالنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ فیصلہ کرے کسی کے لیے راحت، آرام، سکھ، چین، لذت اور لطف کا تو کوئی اس آرام کو دور کرنے والا نہیں مگر خود اللہ تعالیٰ۔

علامہ علاؤالدین البغدادی المتوفی ۷۲۵ھ صاحب تفسیر خازن اس آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔ بیّن تعالیٰ اِنّہٗ ھو القادر علیٰ ذالک کلّہٖ وانّ جمیع الکائنات محتاجۃ الیہ وجمیع الممکنات مستندۃ الیہ لانہٗ ھو القادر علیٰ کلّ شیئٍ وَاِنّہٗ ذو الجود والکرم والرحمۃ

ترجمہ:- بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق وہی قادر ہے۔ ہر قسم کے نفع ونقصان پر اور تمام کائنات ومخلوقات اسی کی محتاج ہے اور تمام ممکنات اسی کا سہارا ڈھونڈتی ہے اس لیے کہ وہ قادر ہر چیز پر ہے اور وہ سخاوت کرنے والا بخشش کرنے اور رحمت والا ہے۔

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۷۴ھ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

فیہ بیان لانّ الخیر والشرّ والنفع والضرّ انما ھو راجع الی اللہ تعالیٰ وحدہ لایشارکہ فی ذالک احدٌ۔

ترجمہ:- اس آیہ کریمہ میں بیان ہے اس بات کا کہ تحقیق ہر قسم کی بھلائی اور ہر قسم کی تکلیف ہر قسم کا نفع اور ہر قسم کا نقصان یہ سب کی سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والی ہیں وہ اللہ جو ایک ہے جس کا ان تمام کاموں میں کوئی بھی شریک نہیں۔

انہی الفاظ و مفہوم کی ایک آیہ کریمہ سورۃ انعام ساتواں پارہ رکوع ۸ میں ہے۔

اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ:- اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی نقصان پہنچے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بھلائی پہنچے تو وہ اللہ ہر چیز پر قدرت والا ہے سورہ انعام کی اس آیہ کریمہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔

هٰذِهِ الاية خطاب للنبي صلى الله عليه وآله وسلم والمعنى لا تتخذ وليا سوى الله لانه هو القادر على ان يمسسك بضر وهو القادر على دفعه عنك وهو القادر على ايصال الخير اليك وانه لا يقدر على ذلك اِلَّا هو فاتخذه وليا ناصرا معينا وهٰذا الخطاب للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فهو عام لِكُلّ احد والمعنى وان يمسسك الله بضر ايها الانسان فلا كاشف لذالك الضر اِلَّا هو وان يمسسك بخير ايها الانسان فهو على كل شيءٍ قدير من دفع الضر وايصال الخير

ترجمہ:- اس آیہ کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ اے پیغمبر! نہ بنا تو کسی کو مددگار سوائے اللہ تعالےٰ کے اس لیے کہ وہ قادر ہے کہ تجھ کو تکلیف پہنچائے اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تجھ سے تکلیف کو دفع کرے اور وہ قادر ہے تجھ کو نفع و بھلائی پہنچانے پر اور کوئی بھی اس بات پر قادر نہیں سوائے اس کے۔ پس بنا تو اسی کو دوست اور مددگار پس یہ خطاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حکم عام ہے ہر ایک کے لیے تو اس طرح اس کا معنیٰ یہ بنے گا کہ اے انسان! اگر اللہ تعالیٰ تجھے تکلیف پہنچائیں تو اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں

اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی پہنچائیں تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف کو دور کرنا اور اپنے بندوں کو نفع و نقصان پہنچانا اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔

اس سے مزید حکم خدائے ذوالجلال والاکرام نے سورۃ اعراف پارہ ۹ رکوع ۱۳ میں فرمایا

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

ترجمہ:- اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ اعلان فرما دیں کہ نہیں میں خود بھی مالک اپنے آپ کے لیے نفع و نقصان کا مگر جو اللہ تعالےٰ نے میرے لیے مقدر فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ جن پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ میں فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○

ترجمہ:- فرما دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ بے شک میں نہیں مالک اور مختار تمہارے واسطے نقصان کرنے پر اور نہ نیکی پہنچانے میں جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اس آیہ کریمہ کے تحت خازن میں ہے۔

لا اقدر علی ان ادفع عنکم ضرا ولا اسوق الیکم رشدا انما الضار والنافع والمرشد والمغوی ھو اللہ تعالیٰ

ناظرین با تمکین! اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نفع و نقصان کا مالک ہو سکتا ہے۔ جبکہ صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو دفع کرنے والا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ میں خود اپنے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں تمہارے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت ہو سکتی ہے؟

(۱) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو نقصان پہنچے تو آپ اسے دور نہیں کر سکتے۔

(۲) میں خود اپنے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

(۳) اے لوگو:- میں تمہارے لیے بھی خیر و شر کا مالک نہیں ہوں۔

تو جب سید الانبیاء امام الانبیاء افضل الانبیاء اشرف الانبیاء اکرم الانبیاء خطیب الانبیاء نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع و نقصان کا اختیار نہیں تو آپ کے بعد انبیاء کرام، صحابہ عظام اور صوفیاء اسلام کو اس چیز کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے۔

وظیفہ یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ شرک ہے

علم الہدیٰ بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۵ھ ارشاد الطالبین صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

آنچہ جہال مے گویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک و کفر است۔

ابو الحسنات مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۴ھ محشی ہدایہ و شرح وقایہ و موطا امام محمدؒ اپنے فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں۔

ازیں چنیں وظیفہ (یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) احتراز لازم و واجب ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض از فقہاء (حنفیہ) از ہیچو لفظ حکم کفر کردہ اند

اہل بدعت کے ہاں وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کی اہمیت اہل بدعت کے ہاں اس وظیفہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک یہ وظیفہ صحیح اسلام کی پرکھ ہے جو شخص اسے پڑھے۔ اور اس پہ اعتقاد رکھے وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو اس سے انکار کرے وہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج ہے۔ ان کے ہاں اس وظیفہ کی تبلیغ و اشاعت کے لیے باقاعدہ ادارے ہیں۔ مسجدوں کی پیشانیوں اور دیواروں پر اس وظیفہ کے کتبے کندہ کیئے جاتے ہیں۔ اہل بدعت کے ہاں یہ وظیفہ اسم اعظم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس وظیفہ کے خواص ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دینی دنیوی امور کے لیے ستر بار روزانہ پڑھے (وظائف مصطفائی ص ۸۷)

(۲) کشائش رزق اور دینی دنیوی جملہ حاجات کے لیے نماز فجر کے بعد ایک ہزار گیارہ بار پڑھے (وظائف مصطفائی ص ۸۵)

(۳) اگر کوئی شخص قیدیوں کی رہائی کے لیے سات روز تک ستر بار روزانہ پڑھے۔ قیدی خلاصی پائیں گے۔ (وظائف مصطفائی ص ۸۷)

اہل بدعت سے چند سوالات

(۱) اس وظیفہ کا موجد کون ہے اور کس زمانہ میں جاری ہوا۔

(۲) کیا یہ وظیفہ فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ مستحب ہے۔

(۳) کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس قسم کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔ یا حضرت

محمد رسول اللہ کی مدنی شیئاً للہ۔

(۴) کیا صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں ایسے وظیفوں کی کوئی اصل موجود ہے۔

(۵) کیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیشوا کے نام کا یا کسی بزرگ صحابی یا پیغمبر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا اس طرح کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔

(۶) ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے یہ وظیفہ پڑھا یا مشروع ہونا بتایا۔

(۷) آئمہ محدثین امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام نسائی وغیرھم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس وظیفہ کی برکات بیان فرمائیں۔

(۸) ائمہ صوفیا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ میں سے کسی بزرگ نے اس وظیفہ کی تعلیم دی۔

حضرت شیخ نے تمام بابرکت اور مسنون وظیفے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں درج فرمادیئے ہیں اور یہ وظیفے اس کثرت سے ہیں کہ اگر کوئی عامل شبانہ روز ہر وقت ہر آن ان وظائف میں مشغول رہے تو بھی ان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب وظیفے توحید سے مملو ہیں۔ ہر وظیفہ میں اللہ رب العالمین کی ذات سے خطاب ہے۔ وہی مدعو ہے۔ اسی کی ذات سے مشکل کشائی کے لیے درخواست کی گئی ہے۔ کوئی ایسا وظیفہ نہیں بتایا جس میں غیر اللہ سے ندا کی گئی ہے۔ اس کو حاجت روا سمجھا گیا ہو۔ غنیۃ الطالبین مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور صفحہ ۹۱۰ پر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ان کے ایک معزز دوست نے قرض کی شکایت کی اور اسم اعظم سیکھنا چاہا تاکہ اس کی برکت سے قرض دور ہو جائے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ وضو کرو اور اسے یہ اسم اعظم سکھایا جس کی برکت سے اس کی تمام شکایات دور ہو گئیں۔

یَااَللّٰہُ۔ یَااَللّٰہُ۔ اَنْتَ اللّٰہ۔ اَنْتَ اللّٰہ بلیٰ واللّٰہ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰہ۔ اَللّٰہ۔ اَللّٰہ۔ واللّٰہِ اِنَّہٗ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَارْزُقْنِی بَعْدَ الدَّیْنِ۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عارف باللہ مرزا مظہر جان جاناں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص اپنی کتاب درّ المعارف صد۱۹۵ پر فرماتے ہیں۔

روزے مے گفتم یا حضرت شیخ عبد القادر شیئاً للہ آوازے غیب بسمع لاریب من رسید۔ بگو یا ارحم الراحمین شیئاً للہ۔

ترجمہ :۔ ایک روز میں نے کہا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ الہام ہوا کہ یوں کہو۔ یا ارحم الراحمین شیئاً للہ۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحؒ کیا فرماتے ہیں

نواب قطب الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوٰۃ (مظاہر حق) شاگرد رشید حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی تعریف مولوی نعیم صاحب مراد آبادی اطیب البیان میں اور مولوی محمد عمر صاحب اچھروی مقیاس حنفیت میں فرماتے ہیں۔ نے حضرت امام صاحب سے ذیل کی روایت اپنی تفسیر جامع التفاسیر مطبع نظامی کانپوری ص۱۱۷ سورہ زمر کے تحت بیان فرمائی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو مقابر اولیاء میں آتا جاتا ہے پہلے سلام کہتا ہے اور پھر ان سے خطاب و کلام کرتا ہے اور کہتا ہے اے اہل قبور! آیا ہے تمہیں خبر اور ہے تمہارے پاس اثر۔ کیا میں برابر کئی مہینوں سے تمہارے پاس آ رہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں اور سوائے دعا کے میرا کوئی تم سے سوال نہیں ہے۔ پس تم بھی خبر رکھتے ہو یا غافل ہو۔

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو کہا کہ آیا جواب دیا تم کو اہل قبور نے کہا نہیں پھر کہا امام صاحب نے!

دوری ہو تجھ کو رحمت خدا سے اور خاک میں رلیں تیرے دونوں ہاتھ کیا کلام کرتا ہے تو مردوں سے جو کہ طاقت نہیں رکھتے۔ جواب کی اور نہ ہی مالک ہیں۔ کسی چیز کے اور نہ ہی کسی کی آواز سنتے ہیں۔

اور پھر پڑھی امام صاحب نے قرآن کی آیۂ مبارکہ

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ

یعنی تو اے پیغمبر اہل قبور کو نہیں سنا سکتا۔

مولانا عبد الحی لکھنوی حنفی المتوفی ۱۳۰۴ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ جلد اوّل صفحہ ۵۵ پر

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال :- اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس مقام سے کوئی ان کو پکارے اس کی نداء کو وہ سنتے ہیں اور اس کے حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو موافق قواعد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے۔

جواب :- یہ عقیدہ خلافِ عقائد اہل اسلام بلکہ شرک ہے۔ ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے۔ پروردگار عالم کے ساتھ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں۔

ناظرین باتمکین! قرآن وحدیث واقوال بزرگان دین وعلماء اجلّہ حنفیہ کرام رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پڑھنے کے بعد اب آپ بریلوی حضرات کے "عقائد واعمال" کا مطالعہ فرمائیں تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔

بریلوی حضرات کے عقائد

کن اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اولیاء اللہ جس چیز کو کن کہیں۔ فوراً ہو جاتی ہے (شرح استمداد صفحہ ۲۸ مطبوعہ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب) آسمان سے زمین تک ابدال کی ملکیت ہے اور عارف کی ملکیت عرش سے فرش تک (شرح استمداد صفحہ ۳۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہوا پر چلتے اور یوں فرماتے تھے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ اسی طرح نیا مہینہ، نیا ہفتہ، نیا دن مجھ پر سلام کرتے اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں۔ (الامن والعلی مصنفہ مولوی احمد رضا خاں صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

بندہ قادر کا بھی ہے۔ قادر بھی ہے عبدالقادر۔ ذی تصرف بھی ہے۔ ماذون بھی مختار بھی ہے کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر۔ (نعتیہ کلام مولوی احمد رضا خاں صاحب حدائق بخشش حصہ اول ۳۳)

بزرگوں کی قبروں کا طواف جائز ہے۔ قبر پر رخسار رکھنا۔ اپنے آپ کو پیر پرست کہلوانا (الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۴۶)

اولیاء اللہ کی قبروں کا حج کرنا جائز ہے

دوستی رب دی لوڑنا ہیں   قلعے والے دا پلڑا چھوڑنا ہیں

قلعے والے دے گرد طواف کرکے جاوبنے دی لوڑ ناہیں

ایہ قصور نگاہدا ناد انو! رب ہور تاہیں پیر ہو رناہیں

(ج فقیر برآستانہ پیر صفحہ ۴)

مرادوں کے بھر لانے والے دہائی

نہیں تاب رنج والم غوث اعظم

تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا

ہم سر ہوئی ایک دم غوث اعظم

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں

عیاںؓ تم پہ سب بیش وکم غوث اعظم

کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضورؓ کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے

(شرح استمداد صفحہ ۲۷ الامن والعلی صفحہ ۱۱۹)

اولیاء اللہ ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مملوک ہیں۔ (الامن والعلی ص۹۱)

ہے ملک خدا پر جس کا قبضہ۔ میرا ہے وہ کامگار آقا۔ (حدائق بخشش صفحہ ۱۲)

بریلوی عقیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ممکن الوجود ہیں اور نہ واجب الوجود یعنی نہ خالق نہ مخلوق۔ ممکن میں یہ قدرت کہاں۔ واجب میں عبدیت کہاں (حدائق بخشش ص۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مخلوق ہوں تو یہ خدائی قوت آپ میں کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اگر

لہ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تالیف فتوح الغیب مقالہ ۲۸ میں فرماتے ہیں مع کل

واحد من رسلہ وانبیائہ واولیائہ سِرٌّ من حیث لا یطلع علی ذلک احدٌ غیرہ حتی انہ قد یکون للمرید سرٌّ لا

(لله تعالیٰ علیہ شیخہ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار اپنے تمام انبیاء ورسل اور اولیا کے ساتھ اس طرح جدا جدا ہیں کہ ایک کے رازوں سے دوسرا

سوائے اللہ تعالیٰ کے آگاہ نہیں۔ حتیٰ کہ مرید ذات حق سے جو بھید رکھتا ہے اس سے اسکا شیخ (پیر) بھی بے

خبر ہوتا ہے۔ تو جب پیر اپنے مرید کے راز سے واقف نہیں تو قیامت تک کے تمام عقیدت مندوں کے دلوں

کے راز کیسے جان سکتا ہے۔

واجب الوجود یعنی خالق ہوں تو عبد نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بندگی دین کا اصل اصول
ہے اور جملہ فرائض فروع ہیں۔ (حدائق بخشش)

خداوند تعالیٰ نے خزانوں کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، الغرض
کل کنجیاں ہر شے کی کنجیاں آپؐ کو دے دیں۔ (جاء الحق صفحہ ۲۰۳)

احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں۔ (الامن والعلیٰ صـ۶۵)

بے شک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم میں تنہا حاکم ہیں۔
(شرح استمداد صفحہ ۱۰۸)

بنا لیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عزوجل اس دین کے سلطان کا (مدح غوث اعظم)

پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری ضلع سیالکوٹ کی سرپرستی میں رسالہ "انوار الصوفیہ"
نکلتا تھا اس میں آپ کے مریدین کی طرف سے نعتیہ کلام بھی شائع ہوتا تھا۔ چنانچہ جلد ۵ شمارہ ۴
ماہ جنوری ۱۹۰۹ء میں ہے۔

غلاموں کو تیرے ہے گویا مدینہ۔ علی پور سیدان جماعت علی شاہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء میں ہے،
مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے۔
بابت ماہ نومبر دسمبر ۱۹۲۴ء میں۔
سرکار علی پور بھی ہیں شاہ مدینہ پروانہ ساں وہ عشق محمد میں فنا ہیں۔

سوال حج پر محشر میں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
میں زائر ہوں علی پور کا علی پور والے شاہ کا

انوار علی پوری

حور و ملک فلک پہ۔ فرش زمیں پہ تیرے
خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

شعر کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر حوریں اور فرشتے اور زمین پر چاروں کتاب والے نبی

حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر جماعت علی شاہ کے خادم ہیں اور چاروں کتاب والے کا مطلب اگر امتی لیئے جائیں تو صحابہ ؓ و تابعین سب شاہ صاحب کے خادم ہوں گے یہ شعر اور اس جیسے کئی اشعار رسالہ انوار الصوفیہ علی پور میں شائع ہوتے رہے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ایسے اشعار پڑھنے والوں کو نقرئی تمغہ اور دستار شریف کا انعام ملا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؕ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ زمین و آسمان اور دونوں جہان میں حضور کا تصرف جاری ہے۔ ہر نعمت حضور کے ہاتھ سے ملتی ہے (شرح استمداد ص۱۱۶)
واضح رہے کہ شرح استمداد جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے صاحبزادہ مصطفےٰ رضا کی تصنیف ہے۔

جو بات چاہیں واجب کر دیں چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔ (الامن والعلی ص۱۵۱ مصنفہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کے شارع ہیں۔ (الامن والعلے عنوان ۱۹۹)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ (الامن عنوان ۱۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی قوت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل ہیں۔ (شرح استمداد)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی (جماع) فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ ۲ ص۲۶)

بزرگان دین کے متعلق من گھڑت روایات

(۱) ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے وہ دوکاندار نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دینا ہے تو دے دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاق سے ایک صاحب دل کا گذر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکاندار سے کہا کہ جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس فقیر کے

باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی۔ معلوم ہوا کہ خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا۔ اسے بھی خالی پایا۔ پھر اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا۔ تو اسے اہل اللہ پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں گا۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت سے پکڑے ہوئے تھے۔

(ملفوظات جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب حصہ ۲ صفحہ ۶۳)

سبحان اللہ! یہ کھانے کا کتنا بڑا ڈھنگ ہے کہ ذرا مرید نے خرچی نہ دی فوراً ڈانٹ پلا دی اور دھمکی دے کر روپے بٹور لیے۔ حضرت شاہ جیلانی رح فرماتے ہیں۔ فطعام الشیخ مباح للمرید وطعام المرید حرام فی حق الشیخ لصفاء حالتہ نزاھۃ رتبتہ وعلو منزلتہ وقربتہ من ربہ عزوجل (غنیۃ الطالبین) مرشد کو مرید کے مال سے فائدہ حاصل کرنا یا اس کے گھر سے کھانا کھانا حرام ہے۔

(۲) ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی ایک قبرستان سے گذرے اور ان کے ساتھ امام محب الدین تھے۔ حضرت سید اسماعیل نے فرمایا کہ تم اس پر ایمان لاتے ہو کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں عرض کی ہاں۔ فرمایا۔ اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں جنت کی بھرتی سے ہوں۔ یعنی جنتی ہوں۔ آگے چلے وہاں چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا کہ تو بھی انہیں میں سے ہے۔ لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر راز دریافت کیا تو فرمایا کہ ان قبروں میں عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت رب العزت کی جناب میں میں نے ان کی شفاعت کی۔ مولےٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔ ایک قبر گوشے کی طرف تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا۔ اس سے آواز آئی اے میرے آقا! میں بھی تو انہیں میں ہوں۔ میں فلاں ڈومنی ہوں۔ مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا تو بھی ان میں سے ہے۔

(ملفوظات حصہ ۲ صفحہ ۷۴)

اس قسم کی بے سند حکایات اس لیے گھڑلی ہیں کہ کوئی کیسا ہی بے عمل منکر شرع کنجر ڈوم بدمعاش ہو صرف پیر صاحب سے اس کا معاملہ اچھا ہو۔ یعنی ان کی سالانہ یا ششماہی کی فیس وغیرہ دیتا رہے تو اس کی کچھ پرواہ نہیں خواہ کچھ ہی کرتا پھرے۔

(۳) لوگ بیعت کے معنے نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا

میں ڈوب رہے ہیں۔حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ اپنا ہاتھ مجھے دے۔کر تجھے نکال لوں۔ان کے مرید نے کہا کہ یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔حضرت خضر غائب ہو گئے اور یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

(ملفوظات جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب حصہ ۲ صفحہ ۲۱)

اس قسم کی بے تکی کہانیاں اس لیے جوڑ رکھی ہیں کہ مرید ہمارے پیچھے سدھائے ہوئے جانوروں کی طرح بے سوچے سمجھے چلے آئیں حالانکہ یہ مسئلہ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔

(۴۴) سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں۔حضرت سیدی احمد بدوی کے مزار پر بہت ہجوم اور بڑا میلہ ہوتا تھا۔اس مجمع میں چلے آتے تھے کہ ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔فوراً نگاہ پھیر لی۔خیر نگاہ تو پھیر لی۔مگر وہ آپ کو پسند آئی۔جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا عبدالوہاب! وہ کنیز تمہیں پسند ہے۔عرض کی ہاں۔اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیئے۔ارشاد فرمایا۔اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔خادم کو ارشاد ہوا اس نے آپ کی نذر کر دی۔ارشاد فرمایا۔اب دیر کاہے کی۔فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو (ملفوظات حصہ ۳ صفحہ ۲۵)

اس قسم کی حکائتوں کو گھڑ کر انہوں نے اپنے لیے میدان صاف کیا ہوا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج بڑے بڑے بزرگوں کی خانقاہیں بھی چکلوں سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔

بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہو گیا۔وہ اولاد زید کی تصور ہو کر زید کی وارث ہو گی یا ولدالزنا ہو کر ترکہ سے محروم رہے گی۔

جواب :۔جواب میں اعلیٰ حضرت نے بہت بحث مباحثہ لکھ کر اس آٹھ دس برس کی اولاد کو زید کی جائز اولاد قرار دے کر وارث قرار دیا ہے ان میں سے چند دلائل یہ ہیں۔

(۱) ممکن ہے کہ جن اس کے تابع ہوں۔

(۲) ممکن ہے کہ صاحب کرامت ہو۔

(۳) ممکن ہے کہ کوئی ایسا علم جانتا ہو۔

(۴) ممکن ہے کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اس پر کھل گیا ہو۔ (احکام شریعت حصہ دوم صـ۱۷۱)

پھر اسی کتاب میں اسی صفحہ پر مزید تشریح فرماتے ہیں۔

لہٰذا اگر زید اقصیٰ مشرق میں (یعنی جاپان وغیرہ میں) اور ہندہ اقصیٰ مغرب میں (یعنی کسی یورپ کے ملک میں) اور بذریعہ وکالت ان میں نکاح ہوا ان میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ ہوا اور صدہا دریا، پہاڑ، سمندر حائل ہیں۔ (اور آج سے سو سال پیچھے کے حالات ہوں جبکہ گاڑی ہوائی جہاز وغیرہ بھی نہ ہوں) اور اسی حالت میں اس وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ زید ہی کا ٹھہرے گا اور مجہول النسب و ولد الزنا نہیں ہو سکتا۔

سبحان اللہ! اس مثال نے تو چودہ طبق ہی ہلا دیئے۔ کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے بھاگ کر کسی دوسرے کے پاس چلی جائے اور آٹھ برس تک وہاں بچے جنتی رہے تو پھر بھی وہ اولاد اصل خاوند کی ہوگی۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ولی ہو اور اپنی ولائت کے زور سے روزانہ ہزاروں کوس فاصلہ طے کر کے اپنی بیوی کے پاس چلا جاتا ہو اور پھر واپس بھی آجاتا ہو۔

ہم کہتے ہیں کہ وہ بے غیرت ولی بن کر خود تو چلا جاتا ہے لیکن اپنی بیوی کو اپنے پاس نہیں لا سکتا اور وہ کرامت سے اپنا نطفہ تو ہزاروں کوس پر پھینک سکتا ہے۔ لیکن اس اغوا کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دلوا سکتا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو ہر موٹی عقل والے آدمی کی سمجھ میں بھی آسکتی ہیں۔ اس لیئے ہم مسئلہ کی صورت میں اس لغویت کا جواب دینا ضروری ہی نہیں سمجھتے۔ اگرچہ درمختار صـ$\frac{529}{2}$ جو کہ فقہ کی مشہور کتاب ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو ولی کے لیے طے مسافت کہے (یعنی یہ کہے کہ وہ ایک قدم میں ہزاروں میل آجا سکتا ہے) وہ جاہل کافر ہے

مذہب وہ چاہیئے جس میں زنا بھی حلال ہو

(۵) حضرت غوث علی شاہ صاحب پانی پتی نے فرمایا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت میر اعظم علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قصبہ مہم سے دہلی واپس آرہے تھے کہ اثنائے راہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں گاڑی ٹھہرا دی تاکہ ذرا آرام لے کر اور نماز ظہر

پڑھ کر بعد فرو ہونے تمازت آفتاب آگے کو چلیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک فقیر صاحب وارد
ہوئے۔ ہم نے روٹی پانی کی تواضع کی۔ کھا پی کر وہ بھی سو گئے اور ہم بھی۔ جب آنکھ کھلی تو کیا
دیکھتے ہیں کہ ہماری گاڑی ایک سرائے میں کھڑی ہے۔ بیل گھاس کھا رہے ہیں۔ بھٹیاری کھانا
پکا رہی ہے اور فقیر صاحب پڑے سوتے ہیں۔ ہماری حالت سکتہ کی ہو گئی کہ الٰہی! یہ کیسی سرائے
ہے اور کون سا شہر ہے۔ اور ہم یہاں کیونکر پہنچے؟ بھٹیاری سے دریافت کیا کہ اس شہر کا نام
کیا ہے؟ کہا کہ "حیرت افزا" پوچھا اے نیک بخت یہ سرائے کس کی ہے؟ کہا انہی فقیر صاحب
کی اور جتنے روز یہاں ٹھہرو گے۔ یہ سب خرچ بھی ان کے ذمے ہے۔ آٹھ روز تک ہم اس شہر
میں رہے۔ نہ اس کی ابتدا معلوم ہوئی نہ انتہا۔ حقیقت میں وہ شہر حیرت افزا تھا۔ آدمی وہاں
کے پاکیزہ صورت، نیک سیرت، مرفہ حالت۔ مکانات خوش اور مصفیٰ اشیاء رنگا رنگ موجود
بازار نہایت مکلف۔ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی، اسلام کا زور شور پایا۔ ہر شخص کو یادِ خدا میں
مشغول دیکھا۔ قال اللہ و قال الرسول کے سوا کچھ ذکر نہ تھا۔ غرض آٹھویں رات کو جب ہم سو کر
اٹھے تو گاڑی اسی درخت کے تلے کھڑی ہے اور وہی وقت ہے۔ فقیر صاحب بھی سوتے
ہیں۔ ہم نماز پڑھ کر روانہ ہوئے فقیر صاحب بھی ہمارے ساتھ ہو لیے۔ راستہ جس شخص سے
پوچھا وہی تاریخ، وہی دن، وہی مہینہ بتایا۔ ہم کو حیرت ہوئی کہ یہ آٹھ دن کہاں گئے۔ آخر بہادر
گڑھ پہنچے۔ وہاں ایک مکان میں ٹھہرے۔ فقیر صاحب نے بتایا کہ بعد عشاء ہماری روٹی اس مسجد
میں لے آنا۔ جب ہم روٹی لے کر مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ
نماز پڑھتے ہیں۔ بعد فراغت کھانا کھایا۔ باتیں کرنے لگے
جب آدھی رات گئی تو فرمایا شہر کے دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں۔ جاؤ ہمارا لنگوٹ دھلوا لاؤ۔
میں نے کہا حضرت! آدھی رات، اِدھر، آدھی رات اُدھر، بھلا اس وقت کون کپڑے دھوئے
گا۔ فرمایا ذرا تم لے تو جاؤ۔ میں چلا اور شہر کے دروازہ سے باہر نکلا تو دیکھتا کیا ہوں کہ دو گھڑی
دن چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ غرض دھوبیوں کے پاس پہنچے۔ ایک دھوبی نے کہا لاؤ میاں صاحب
کا لنگوٹ میں دھو دوں اس نے دھویا۔ صاف کیا۔ دھوپ میں سکھا کر حوالے کیا۔ میاں صاحب
کی خدمت میں لے آیا۔ مجھ کو ان باتوں کا نہایت تعجب تھا۔ فرمایا۔ تعجب نہ کر دیہ جہان متی

کا سنگ ہے اور ایسی شعبدہ ہم بہت دکھا سکتے ہیں۔ لیکن فقیری کچھ اور چیز ہے۔ ان باتوں کا خیال مت کرو۔ صبح کے وقت ہم دہلی کو روانہ ہوئے اور فقیر صاحب غائب ہو گئے۔ جب ہم دہلی پہنچے تو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا وہ شخص خضر وقت یا الوالوقت ہے۔

(تذکرہ غوثیہ بحوالہ الانسان فی القرآن مصنفہ پیر نور الحسن کیلیاں والہ صـ۲۵۳)

سبحان اللہ! کیا ہی اچھا واقعہ ہے۔ کرامت کیا فسانہ عجائب ہیں سے طلسم ہوشربا کا سفر شروع ہے کہ آنکھیں بند کیں۔ فوراً شہر حیرت افزا میں پہنچ گئے اس نے تو زمانہ جاہلیت کے افسانہ نویسوں کو بھی مات کر دیا۔ کیا اچھا ہو کہ اگر ان کتابوں کے دینی ناموں کی بجائے حکایات کی کتابوں جیسے نام ہوتے۔ "الف لیلہ"، فسانہ عجائب، باغ و بہار جیسے ادب لطیف میں اور بھی اضافہ ہوتا اور لطف یہ کہ ان گپوں کو کرامات اور ایسے لوگوں کو اولیاء کہہ دیتے ہیں۔

نعوذ باللہ۔ افسوس کہ پھر اس شیطان کو "خضر وقت" کا نام دے رہے ہیں۔ کیونکہ خضر کے معنی آج کل غیبی رہنما کا لیتے ہیں اور پھر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے منسوب کر رہے ہیں۔ حالانکہ شاہ صاحب کے سامنے یہ واقعہ بیان ہوتا تو ضرور فرما دیتے کہ یہ "شیطان" ہے۔ جو لوگوں کو گمراہ کرنے کی چالیں چل رہا ہے۔

کار شیطان مے کند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی

نیز ایسے واقعات سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ پیر و مرشد کو کسی بھی حالت میں کوئی بڑے سے بڑا عیب کرتے دیکھو تو اس کو کچھ نہ کہو۔ انسان چھوڑ حیوانات سے بھی شہوت رانی کرتے پھریں تو مریدوں کو چاہیئے کہ قطعاً کوئی اعتراض نہ کریں۔

ناظرین باتمکین! آپ بریلوی حضرات کے "عقائد و نظریات" کے تعلق سے گھبرا گئے ہوں گے۔ لیکن کیا کریں کہ ان حضرات کا تانا بانا یہی باتیں ہیں۔ اب مزید حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ارشادات گرامی سنیئے اور اپنے ایمان کو مضبوط کیجئے۔

مخلوق سے مانگنے والا بے عقل ہے

هو الخالق الاشياء جميعها و بيده الاشياء جميعها يا طالب الاشياء من غيره
ما انت عاقل هل شيئ ليس هو في خزائن الله قال الله عزوجل ان من شيئ
الا عندنا خزائنه (الفتح الربانی مجلس اوّل)

ترجمہ:- وہی تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے اور تمام چیزیں اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔
اے اس کے غیر سے چیزوں کو طلب کرنے والے! تو عقل مند نہیں ہے۔ کیا کوئی ایسی چیز ہے
جو اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں نہ ہو۔ جب کہ خود خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں؟ کہ ہر ایک چیز کا خزانہ
ہمارے پاس ہے۔

ہر ایک چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے

ان لا فاعل على الحقيقة الا الله ولا محرك ولا مسكن الا الله ولا خير ولا شر
الا الله ولا ضر ولا نفع ولا عطاء ولا منع ولا فتح ولا غلق ولا موت ولا
حيوة ولا عز ولا ذل ولا غنى ولا فقر الا بيد الله

(فتوح الغیب مقالہ ۳)

ترجمہ:- حقیقۃً ہر کام کا اللہ تعالیٰ ہی فاعل ہے اور نہیں کوئی حرکت دینے والا اور نہیں کوئی ٹھہرانے
والا مگر اللہ تعالیٰ۔ اور نہیں بھلائی اور شر نفع و نقصان دینا اور روکنا کھولنا اور بند کرنا موت
اور زندگی عزت اور ذلت، امیری اور فقیری کسی کے قبضہ و اختیار میں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔
حضرت شیخ المشائخ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ اشعۃ اللمعات
شرح مشکوٰۃ باب اسماء الحسنیٰ اسم الٰہی النافع) کے تحت فرماتے ہیں کہ
ایک دفعہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دانت میں تکلیف ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی:۔ اے میرے مولا! میرے دانت میں تکلیف ہے۔ اللہ تعالےٰ نے
فرمایا کہ جنگل کی فلاں بوٹی استعمال کرو۔ حضرت موسیٰؑ نے وہ بوٹی استعمال کی۔ دانت کی تکلیف دور ہو
گئی۔ بتقاضائے بشریت ایک بار پھر آپ کو وہی تکلیف ہوئی تو آپ نے دوبارہ وہی بوٹی استعمال کی۔
لیکن درد میں افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ

(علیہ السلام) جب پہلی دفعہ تیری داڑھ میں تکلیف ہوئی تھی تو تم نے میری بارگاہ میں التجا کی تھی۔ اب دوسری دفعہ درد ہونے پر تم نے خود بخود بوٹی کو استعمال کیا تو تکلیف دور نہ ہوئی۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ شفا میرے حکم میں ہے نہ کہ بوٹی میں۔ کوئی چیز بھی میرے حکم کے بغیر اپنا اثر نہیں دکھاتی۔

(یہ حکایت تفسیر عزیزی مترجم صفحہ ۱ پر بھی ہے)

اللہ تعالےٰ ہی نافع وضار ہے

لا محیص لمخلوق من القدر المقدور والذی خط فی لوح المسطور وان الخلائق لو جھدوا ان ینفعوا المرء بما لم یقضہ اللہ تعالیٰ لم یقدروا علیہ ولو جھدوا ان یضروہ بما لم یقضہ اللہ لم یستطیعوا کما ورد فی خبر ابن عباس قال قال اللہ تعالیٰ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (غنیۃ الطالبین)

ترجمہ:- کسی مخلوق کو اس ارادے سے کہ خداوند تعالیٰ نے کیا اور لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ چارہ نہیں ہے۔ (مرید دستور) اگر تمام مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں نہیں کیا تو مخلوق اس نفع کو پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتی اور اگر تمام مخلوق کسی کو نقصان پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں نہیں کیا تو مخلوق اس نقصان کے پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ فرمان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ تکلیف پہنچائیں تو اس کو اس کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی دیں تو اس کے فضل و کرم کو رد کرنے والا کوئی نہیں۔ پہنچاتا ہے اپنا فضل و کرم اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے۔

خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا

عن ابن عباس انہٗ قال انا ردیف رسول اللہ اذ قال لی یا غلام احفظ اللہ تجدہٗ امامک فاذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ جفّ القلم بما ھو کائن ولو جھد العباد ان ینفعوک بشیٍٔ لم یقضہ اللہ لک لم

يقدروا عليه ولو جهد العباد ان يضروك بشيءٍ لم يقضه الله عليك لم يقدروا (فتوح الغيب مقالہ نمبر ۴۲)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔ ناگاہ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے لڑکے! تو اللہ تعالیٰ کو ہر وقت نگاہ میں رکھ (یعنی اس کے احکام وحدود کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھیں گے ، تو پائے گا تو اس کو مدد کرنے والا۔ پس جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے کر۔ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ۔ کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے۔ اسے لکھ کر تقدیر کا قلم خشک ہو چکا اور اگر تجھے تمام بندے ایسا فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں جو تیری تقدیر میں نہیں تو وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے اور اگر تجھے تمام بندے ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جو تیری تقدیر میں نہیں۔ تو وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے۔ یعنی تیری تقدیر کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

اس حدیث شریف کی تشریح میں حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فينبغي لكل مومن ان يجعل هذا الحديث مراة لقلبه وشعاره ودثاره وحديثه فليعمل به فى جميع حركاته وسكناته حتى يسلم فى الدنيا والأخرة ويجد العزة برحمة الله

ترجمہ :- ہر مومن کو چاہیئے کہ اس حدیث شریف کو اپنے دل کا آئینہ اور اوپر نیچے کا لباس اور ہر وقت کی گفتگو بنا لے پھر تمام حرکات وسکنات میں اسی پر عمل کرے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامتی اور عزت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ پائے۔ حدیث شریف میں ہے

عن ام سلمه رضى الله تعالىٰ عنها قالت يا رسول الله لا تزال يصيبك فى كل عام وجع من الشاة المسمومة التى اكلت قال ما اصابنى شيءٌ منها الا وهو مكتوب على وادم فى طينته

(رواہ ابن ماجہ ومشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر)

ترجمہ :- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے عرض کی اے

اللہ تعالیٰ کے رسول! آپ کو ہمیشہ ہر سال اس زہر آلود بکری کا گوشت کھانے سے جو کہ آپ نے (خیبر) میں کھایا تھا تکلیف پہنچتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بکری کے گوشت کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ بلکہ جو کچھ میری تقدیر اور قسمت میں لکھا گیا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔ وہی مجھ کو پہنچ رہا ہے۔

ناظرین با تمکین! اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب رحمۃ للعالمین شفیع المومنین خاتم النبیین سید المرسلین امام المعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تقدیر الٰہی کے پابند و تابع ہیں تو اور کون ہو سکتا ہے جو تقدیر الٰہی کے تابع نہ ہو۔ تقدیر الٰہی کیا ہے۔ اندازۂ الٰہی۔ تو کیا اندازہ الٰہی غلط ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تو جو شخص یہ کہے کہ خدا کی تقدیر فلاں بزرگ نے بدل دی تو اس کا معنی یہ ہوا کہ انہوں نے خدا کے اندازہ کو غلط جانا۔ تبھی تو بدلا اور اگر درست تھی تو بدلنے کی ضرورت نہیں۔ نتیجہ بالکل صاف ہے کہ خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا۔

ناظرین! آپ مذکورہ بالا ارشادات کی روشنی میں مرشد حقانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل کرامات جو پیشہ ور واعظین جگہ جگہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے سچا یا جھوٹا ہونے کا انداز خود بخود لگالیں۔

کرامت نمبر ۱:۔ ایک عورت کے لڑکے کی بارات دریا میں ڈوب گئی۔ بارہ سال بعد پیر جیلانی رحمۃ اللہ نے ڈوبا ہوا بیڑا نکال دیا۔ دولھا دلہن اور بارات کے آدمی گھر واپس آگئے۔ ہمارے ہاں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک کشتی ڈوبنے لگی تو سواریوں میں سے کسی نے حضرت الشیخ علیہ الرحمۃ کے نام کی دہائی دی تو ملاح نے کہا کہ خدا کا واسطہ اس نیک بزرگ کو نہ بلاؤ یہ تو ۱۲ سال بیڑی ڈوب کر نکالتا ہے اس کو بلا جو ڈوبتا ہی نہیں۔ خداوند تعالیٰ کے نام کی دہائی دے۔

کرامت نمبر ۲:۔ ایک عورت کا بچہ فوت ہو گیا وہ پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے ملک الموت عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کا تھیلہ چھین لیا۔ اس کو جب کھولا تو اس بچہ کے علاوہ اور بھی جتنی روحیں اس میں موجود تھیں وہ سب کی سب دوبارہ جسم میں لوٹ گئیں جس سے وہ تمام مردے زندہ ہو گئے۔

کرامت نمبر ۳:۔ پیر جیلانی رحمۃ اللہ کا ایک دھوبی تھا۔ وہ جب فوت ہوا اور قبر میں دفن کیا گیا تو اس کے پاس منکر

نکیر آئے۔ اور انہوں نے پوچھا کہ مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے تو اس نے کہا کہ میں پیر جیلانی کا دھوبی ہوں۔ انہوں نے دوبارہ پوچھا۔ مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے تو اس نے کہا کہ حضرت پیر جیلانیؒ نے میرے ساتھ ٹھیکہ کیا تھا کہ تو میرے کپڑے دھو دیا کر۔ میں تمہارے گناہ دھو ڈالوں گا۔ غیب سے آواز آئی کہ اسے چھوڑ دو۔

کرامت نمبر۴ :۔ ایک عورت آپؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ مرغا تناول فرما رہے تھے اور اس عورت کا بیٹا جو کہ حضرت پیر صاحب کا مرید تھا۔ وہ پاس بیٹھا دال سے روٹی کھا رہا تھا۔ اس عورت نے کہا حضرت! یہ کیا میرا بیٹا دال سے روٹی کھا رہا ہے اور آپ مرغ تناول فرما رہے ہیں تو آپ نے مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا قم باذن اللہ۔ تو ہڈیاں اسی وقت مرغ کی صورت میں آگئیں۔

کرامت نمبر۵ :۔ آپ کے زمانہ میں ایک عیسائی نے چیلنج کیا کہ ہمارے حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا اور مسلمانوں کے پیغمبر نے کسی مردہ کو زندہ نہیں کیا تو حضرت پیر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر تو بڑی شان والے ہیں۔ میں آپ کا غلام ہوں تو جس قبر پہ کھڑے ہو کر کہے گا۔ اسی قبر کے مردہ کو زندہ کر دوں گا چنانچہ وہ عیسائی گویّے کی قبر پہ کھڑا ہوا اور کہا کہ اس مردہ کو زندہ کرو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اسی حالت میں اٹھے جو کہ اس کا پیشہ تھا۔ اس نے کہا ہاں تو پیر جیلانی نے فرمایا۔ قم باذن اللہ۔ تو وہ مردہ زندہ نہ ہوا تو پھر آپ نے کہا۔ قم باذنی تو وہ گویّا طنبور بجاتا ہوا اپنی قبر سے باہر نکل آیا۔

کرامت نمبر۶ :۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی اور آپ روح مع الجسم وہاں تک تشریف لے گئے جہاں آج تک کوئی گیا ہی نہیں۔ تو جب آپ ساتویں آسمان تک پہنچے تو سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دے دیا کہ حضور! میں اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ تو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے کندھوں پہ بٹھا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پہنچایا۔ (جھوٹ۔ بڑا جھوٹ۔ اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ ہی نہیں)

کرامت نمبر۷ :۔ ایک دفعہ ایک لڑکا حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ جناب! میرے والد بزرگوار کو فوت ہوئے چند دن ہو گئے ہیں۔ میں نے آج رات خواب

میں دیکھا کہ میرے باپ کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ آپ دعا کیجئے کہ قبر کا عذاب ٹل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تیرا باپ میرا مرید ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ وہ کبھی میری مجلس میں آیا تھا۔ اس نے کہا نہیں جناب۔ تو آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا وہ کبھی میرے مدرسہ کے قریب سے بھی گذرا تھا۔ اس نے کہا ہاں جناب میرا باپ ایک دفعہ آپ کے مدرسہ کے پاس سے گذرا تھا۔ حضرت شیخ نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے مولا! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جو تیرے مدرسہ کے قریب سے بھی گذر جائے گا۔ میں اس کو عذاب قبر میں مبتلا نہیں کر دن گا۔ کیا اللہ تعالےٰ وعدہ کر کے بھول گیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس شخص کو عذاب قبر سے رہائی دے دی۔

کرامت نمبر ۸:۔ ایک شخص نے رمضان المبارک میں حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو افطاری کی دعوت دی۔ تو آپ نے قبول فرمالی۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا تو اس نے بھی آپ کو اسی روز اسی وقت افطاری کی دعوت دی تو آپ نے دعوت قبول فرمالی۔ ایسے ہی دس بیس لوگوں نے آپ کو دعوت دی اور آپ ہر ایک شخص کی دعوت قبول فرماتے رہے۔ تا آنکہ آپ کو اپنے گھر سے بھی بلاوا آگیا کہ آپ افطاری گھر آ کے کریں۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے روزہ افطار کیا۔ اور روزہ افطار کرنے کے بعد جب تمام لوگ مسجد کی طرف آئے تو ان میں سے ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ آج حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے غریب خانہ میں روزہ افطار کیا ہے۔ جب اہل خانہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ روزہ آپ نے گھر میں افطار کیا ہے یعنی آپ افطاری کے وقت ہر جگہ موجود تھے۔ (ولی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں)

کرامت ۹:۔ ایک دفعہ حضرت پیران پیرؒ کے مخالفوں نے آپ کے علم غیب کا امتحان لینا چاہا۔ تو ایک زندہ لڑکے کو یونہی نہلا دھلا کر چارپائی پر ڈال کے آپ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کی کہ اس بچے کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جب انہوں نے دیکھا تو بچہ واقعی مر چکا ہے۔ حیران رہ گئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جب نماز جنازہ شروع کی تھی تو اس سے پہلے ہی میں نے اس کو مار دیا تھا۔ خدا کا مارا ہوا تو قیامت کو جی اٹھے گا۔ لیکن میرا مارا ہوا تو قیامت کو بھی نہیں جی سکے گا۔ (نعرہ غوثیہ)

کرامت نمبر ۱۰:۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو ایک رات میں ستر ۷۰ دفعہ احتلام ہوا۔ صبح

اس نے آپ کی خدمت میں رات کا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیری تقدیر میں ستر زنا لکھے ہوئے تھے۔ ہم نے اس کو بدل کر ستر دفعہ احتلام کر دیا۔ (ھذا بھتان عظیم)

تلك عشرۃ كاملة

ناظرین باتمکین! ہمیں کرامت سے انکار نہیں۔ پیغمبر کا معجزہ اور ولی کی کرامت دونوں برحق ہیں۔ لیکن ولی کی کرامت کتاب و سنت، قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ پیغمبر کا معجزہ بھی پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

شیخ المشائخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں۔

معجزہ فعل الٰہی است۔ نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد۔

ترجمہ:۔ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ کہ فعل پیغمبر۔ اس لیے کہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ (یعنی معجزہ) بندہ سے نہیں ہو سکتا۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ پر فرماتے ہیں۔

معجزہ فعل نبی نیست۔ بلکہ فعل خدا است کہ بر دست وی اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست۔ پس معنیٰ ایں آیۃ ایں است کہ ما رمیت از رمیت صورۃ ولکن اللہ رمیٰ حقیقۃ۔

معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے۔ بلکہ فعل خدا ہے کہ نبی کے ہاتھ پر اظہار کیا گیا بخلاف دوسرے فعلوں کے کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے ہے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہے۔ پس معنیٰ اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مارا تو نے جس وقت مارا صورۃً اور لیکن مارا اللہ تعالیٰ نے حقیقۃً۔ یہی حضرت شیخ دہلوی فتوح الغیب مع شرح فارسی صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں۔

معجزہ و کرامت فعل خدا است۔ کہ ظاہر مے گردد۔ بر دست بندہ۔ صفحہ ۱۷۱ پر فرماتے ہیں۔

کرامت در حقیقت فعل حق است کہ بر دست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بر دست نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ناظرین باتمکین! حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ معجزہ اللہ کا فعل ہے پیغمبر کا فعل نہیں۔ تو ہم آپ سے پوچھتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے فعل میں کسی کو اختیار ہے۔ جواب بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل میں کسی کو اختیار نہیں تو نتیجہ ظاہر ہے کہ معجزہ رسول کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ تو جب معجزہ پیغمبر کے اختیار میں نہیں تو کرامت ولی کے اختیار میں کیسے ہو سکتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ کا فیصلہ کن ارشاد

"حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند آپ کی محبت و عقیدت میں غلو سے کام لیتے ہیں"۔ (مکتوبات شریف جلد اول صفحہ ۱۹۰ مکتوب ۹۳ مطبع نول کشور)

یہ بات آپ نے آج سے ساڑھے تین سو سال قبل فرمائی تھی۔ تو اب امتداد زمانہ کی وجہ سے جہلا سفہاء کی عقیدت مندی میں غلو کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ایک بات آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام میں غلو کی اجازت نہیں ہے۔

صرف خدا سے مانگو

فلیکن لك مسئول واحد و معطی واحد و همة واحد و هو ربك عزّ وجل الّذی نواصی الملوك بیده و قلوب الخلق بیده (فتوح الغیب مقالہ نمبر ۲)

ترجمہ:- تجھے ایک ہی سے مانگنا چاہیئے۔ اور تیرا دینے والا بھی صرف ایک ہے اور تیرا مقصود بھی ایک ہے اور وہ تیرا پروردگار ہے جس کے قبضہ میں بادشاہوں کی پیشانیاں ہیں اور جس کے قبضہ میں تمام مخلوق کے دل ہیں۔

لفظ اِلٰہ (معبود) کا معنیٰ

إنّ الخلق یفزعون و یتضرّعون الیه فی الحوادث والحوائج فهو یالههم ای یجیرهم فسمی الٰها (خطبہ غنیۃ الطالبین)

ترجمہ:- بے شک اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کی بارگاہ میں عاجزی و گریہ وزاری سے اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو پیش کرتی ہے پس وہ ان کی رفع حاجات فرماتا ہے اور پناہ دیتا ہے۔ اس لیے اس کا نام الٰہ (معبود) ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بت ہے

کیف تقول لا اِلٰهَ اِلّا اللہ وفی قلبك کم الٰه کل شیءٍ تعتمد علیه و تثق

بہ من دون اللہ فھو صنمك (الفتح الربانی اڑتیسویں مجلس)

ترجمہ :- اے انسان! تو کیسے کہتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ۔ حالانکہ تیرے دل میں کئی خدا ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر وہ چیز جس پر تو بھروسہ کرے اور اپنی امیدیں وابستہ کرے وہ تیرا بت ہے

علامہ اقبال متوفی ۱۹۳۸ء کیا خوب فرماتے ہیں۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ف :- ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ مثلاً سجدہ، طواف، نذر و نیاز اس کے نام کی قربانی، وظیفہ اسماء الحسنیٰ، اپنے آپ کو اس کا بندہ کہنا، استمداد مافوق الاسباب اس کو اس کے غیر کے ساتھ اختیار کرنے سے وہ غیر من دون اللہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے آپ کے ساتھ وہ تمام چیزیں اختیار کرلیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں تو قرآن مجید میں ان کو من دون اللہ کے ساتھ ذکر کیا۔

(۱) اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ

(سورۃ کہف آخری رکوع)

ترجمہ :- اب کیا سمجھتے ہیں کافر جو پکڑیں گے قیامت کے دن میرے بندوں کو سوائے میرے دوست اپنا۔ یعنی یہ کافر جو مجھے چھوڑ کر حضرت عیسیٰ اور عزیر کو خدا کہتے ہیں۔ اس واسطے سمجھتے ہیں کہ قیامت میں ہمیں وہ عذاب خدا کے سے چھڑا دیں گے یہ غلط سمجھتے ہیں وہ ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔
(ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

درس نظامیہ کی معتبر و مستند تفسیر جو کہ بریلوی حضرات کے مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے۔ تفسیر جلالین میں عبادی کے تحت حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کا نام لیا گیا ہے۔ تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت ہے۔

اربابا یرید بالعباد عیسٰی وَالمَلائکۃ

اس سے زیادہ وضاحت قرآن مجید ساتواں پارہ رکوع ■ میں ہے۔

(۲) اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ

اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط (سورۃ مائدہ آخری رکوع)

ترجمہ:۔ اور یاد کر اے محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم جس وقت کہے گا اللہ دن قیامت کے کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے آیا تو نے کہا تھا۔ آدمیوں کو کہ پکڑو تم مجھ کو اور ماں میری کو دو خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی

یہاں حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو من دون اللہ کہا۔

(۳) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ط

ترجمہ:۔ کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نصاریٰ کو کہ آیا بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ تعالیٰ کے سے اس چیز کی کہ مالک نہیں ہے۔ واسطے تمہارے نقصان کو اور نہ فائدے کو۔ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ از شاہ عبدالقادر دہلوی۔

اب آپ اس آیہ کریمہ کے سیاق و سباق کو دیکھئے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے اور تمام مفسرین نے یہاں حضرت مسیح کا ہی نام لیا ہے۔ جب ان کی بندگی شروع ہو گئی تو خداوند تعالیٰ نے ان کو من دون اللہ کے ساتھ ذکر کیا۔

(۴) اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ۵ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ■

(پارہ ۲۷ رکوع ۵ سورۃ نجم)

ترجمہ:۔ اے بھلا دیکھو تو کہ لات اور عزیٰ اور منات تیسرا اور ہے یہ کہ کر سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ لات ایک بت کا نام تھا جو قوم ثقیف اسے پوجتے تھے اور عزیٰ ایک درخت تھا جو غطفان کی اولاد اس کو پوجتی تھی اور منات ایک پتھر تھا جو کئی قومیں اسے پوجتی تھی اور ان کے گمان میں یوں تھا جو ان ہر ایک بتوں کے اندر ایک فرشتہ یا جن جو بیٹیاں خدا کی ہیں سو ہمیں بخشوائیں گے۔

لات، منات، عزیٰ، ہبل یہ مشرکین عرب کے بڑے بڑے بت تھے جو کہ بزرگوں کے نام پر انہوں نے بنا رکھے تھے۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ لات ان میں ایک ایسے بت تھے جو کہ حج کے موقعہ پر مسافروں، حاجیوں کو ستو گھول کر پلاتے تھے۔ جب یہ بزرگ حضرت پیر ستو شاہ ■ صاحب فوت ہو گئے۔ تو لوگوں نے ان کی قبر پر عبادت کے لیے اعتکاف بیٹھنا شروع کر دیا۔ بعد

میں ان کا بت بنا کر خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔

(۵) لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَ يَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (پارہ ۲۹ سورۃ نوح)

ترجمہ:۔ حضرت نوح علیہ السلام کے جواب میں قوم کے سرداروں نے قوم کو کہا۔ مت چھوڑیو اپنے قدیم خداؤں کو جو ایک ودّ ہے سو وہ ایک بت تھا۔ مرد کی صورت اور نہ سواع کو چھوڑ دو جو وہ ایک بت تھا۔ عورت کی صورت۔ اور نہ چھوڑو یغوث کو۔ وہ جو ایک بت تھا۔ شیر کی صورت اور نہ چھوڑیو یعوق کو وہ جو ایک بت تھا۔ گھوڑے کی صورت۔ اور نہ چھوڑیو نسر کو جو وہ ایک بت تھا چیل کی صورت اور مشہور یوں ہے کہ اس نام کے پانچ شخص تھے۔ نیکبخت نوح سے پہلے بہت لوگ ان کے معتقد تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تب لوگوں کو ان کا بہت غم ہوا شیطان نے آکر کہا۔ تم کیوں غمگین ہوتے ہو۔ تمہاری تسلّی کے واسطے ان کی صورتیں بنا دیتا ہوں۔ تم ان صورتوں کو دیکھا کرو اور یہ پانچ بت بنا کر اس قوم میں رکھے ہوتے بعد ایک مدت کے ان ہی صورتوں کو خدا لگے سمجھنے۔ اور ان ہی کو پوجنے لگے۔

(ترجمہ و تشریح از شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

بخاری شریف جلد ۲ کتاب التفسیر سورۂ نوح زیر آیت ہے۔

اسماء رجال صالحین من قوم نوح

یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح لوگوں کے نام ہیں۔ بلکہ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ ودّ حضرت شیث علیہ السلام کا دوسرا نام ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

(۶) قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ط

(پارہ ۱۵ رکوع ۶)

ترجمہ:۔ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ پکارو تم ان کو جن کو جانتے تھے خدا سوائے خدا تعالیٰ کے جو وہ تمہاری اس مصیبت کو اور قحط کو تم پر سے دور کریں تم اے کافرو! بہتیرا

کھو گے انہیں پردہ دور نہ کر سکیں گے۔ سختی قحط کی تم سے دور کرنا اور نہ اس حال کو پھیر سکیں گے کہتے ہیں کہ ایک قوم فرشتوں کو پوجتی تھی اور ایک فرقہ دیوؤں کی بندگی کرتا تھا سو ان کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گروہ یعنی فرشتے اور دیو جن کو یہ کافر پوجتے ہیں اور ان کی بندگی کرتے ہیں۔ وہ ڈھونڈھتے ہیں طرف رب اپنے کے وسیلہ جو کوئی کہ ہے نزدیکی یعنی وہ جن اور فرشتے جو حق کے نزدیک ہیں۔ وہ آپ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں بندگی کرنے سے یعنی وہ خود بندگی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی اور امیدوار ہیں۔ اس کی مہربانی کے اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے۔

(ترجمہ و تشریح از شاہ عبد القادر دہلویؒ)

تفسیر جلالین، خازن اور معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت ہے۔

کالملائکۃ وعیسیٰ وعزیر

من دُونِہٖ سے مراد فرشتے، عیسیٰ اور عزیز علیہم السلام ہیں۔

تفسیر جامع البیان میں ہے کہ جب مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تو مشرکین مکہ آنحضرت فداہ ابی و اُمی روحی و قلبی کے پاس آئے تو اس وقت اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اپنی اس تکلیف میں اپنے خداؤں یعنی فرشتوں کو بلاؤ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری تکلیف دور کریں لیکن وہ فرشتے اور عیسیٰ و عزیر ہرگز تمہاری تکلیف دور نہیں کر سکتے۔

(۷) وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پارہ ۲۳ رکوع ۱۵)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو دوست پکڑتے ہیں بتوں کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بتوں کی بندگی اس واسطے کرتے ہیں۔ تو نزدیک کرا دیں وہ بت ہم کو خدا تعالیٰ سے اور ہمارے گناہ بخشوا دیں۔ کوئی فرشتوں کو پوجتا تھا اور کوئی سورج کو اور کوئی تاروں اور کوئی حضرت موسیٰ کو یا عیسیٰ کو خدا سمجھ کر بندگی کرتے تھے۔

(ترجمہ و تشریح از شاہ عبد القادر دہلویؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کون نہیں جانتا۔ تمام مذاہب میں آپ عزت و قدر کی نگاہ سے

دیکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں امام الموحدین ہیں۔ تمام عمر اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے رہے۔ توحید کی خاطر ہجرت کی، قوم، وطن اور خاندان کو چھوڑا۔ اہل توحید کے لیے بحکم الٰہی ایک مرکز یعنی بیت اللہ شریف تعمیر کیا۔ اس کے باوجود مشرکین عرب نے خانہ کعبہ کے اندر اس کی دیوار پر آپ کی اور آپ کے فرزند اکبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں بنائیں۔ چنانچہ

(۸) بخاری شریف باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ میں ہے کہ

"جب آنحضرت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ شریف کے تمام بتوں کو توڑنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے جو بت تھے۔ ان کے ہاتھوں میں تیر تھے۔ ان تصویریں اور تیروں دونوں کو آپ نے خود اپنے دست مبارک سے محو کر دیا۔"

(۹) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ فرماتے ہیں کہ

سب سے پہلے عمرو بن لحی مشرک نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے بت بنائے

"اب اگر کوئی مشرکین عرب کی صورت حال کو دیکھنا چاہے تو ہندوستان کے بزرگوں کے مزارات دیکھ لے جو کچھ بیت اللہ شریف کے بتوں کے ساتھ ہوتا تھا وہی کچھ یہاں کے جاہل مسلمان صالحین کی قبروں کے ساتھ کرتے ہیں۔"

مولانا الطاف حسین حالی کیا خوب فرماتے ہیں۔

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں

(۱۰) يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (سورۃ یونس پارہ ۱۱ رکوع ۷)

ترجمہ:۔ عبادت کرتے ہیں وہ (مشرکین) اللہ کے غیر کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع دے سکیں۔ اور کہتے ہیں وہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ٦٠٦ھ اس آیہ کریمہ کے تحت تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

انّھم وضعوا ھذہ الاصنام والاوثان علی صور انبیائھم واکابرھم وزعموا انھم متیٰ اشتغلوا بعبادۃ ھذہ التماثیل فان اولٰئک الاکابر یکونون شفعاء لھم عند اللہِ ونظیرہٗ فی ھذہ الزمان اشتغال کثیر من الخلق بتعظیم الاکابر علی اعتقاد انھم اذا عظموھم قبورھم فانھم یکونون شفعاء لھم عند اللہ تعالیٰ

ترجمہ:- یعنی بت پرستوں نے یہ اصنام واوثان اپنے انبیاء واکابر کی صورت پر تراشے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوں گے تو یہ اکابر اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کریں گے۔ اس کی نظیر اس زمانے میں اکثر لوگوں کی اپنے بزرگوں کی قبروں سے مشغولیت ہے اس اعتقاد سے کہ اگر ہم ان قبروں کی تعظیم کریں گے تو یہ اللہ کے نزدیک ہمارے شفیع ہوں گے۔

ف:- اوپر کی توضیحات سے مندرجہ ذیل چار امور صاف طور پر لازم آتے ہیں انہیں خوب ذہن نشین کرنا چاہیئے۔

(۱) زمانہ قدیم کے بت پرست حقیقت میں انبیاء و اولیاء پرست تھے۔ حق تعالیٰ نے انہیں مشرک قرار دے دیا۔

(۲) وہ خود اس امر کے قائل تھے کہ بت ہمارے بالاستقلال معبود نہیں بلکہ بالاستقلال ہمارا معبود اللہ ہی ہے اور یہ صرف ہمارے سفارشی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو سفارشی جان کر بھی اس کی عبادت کرنا موجب شرک ہے۔

(۳) جو افعالِ عبادت ان مشرکوں سے صادر ہوئے اگر وہ کسی کلمہ گو سے بھی صادر ہوں تو اس پر بھی شرک کا اطلاق کیا جائے گا اور اس کا دعویٰ اسلام اور اس کی کلمہ گوئی اطلاق شرک سے مانع نہیں ہو گی۔ چنانچہ اسی وجہ سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے گور پرستوں کو بت پرستوں کی نظیر قرار دیا۔

(۱۰) جب غیر اللہ کو شفیع جان کر ان کی عبادت کرنا شرک ہوا تو پھر ان کو بالاستقلال عالم میں متصرف جان کر پوجنا تو بدرجہ اولی شرک ہو گا۔ مثلاً انبیاء و اولیاء سے اولاد مانگنا۔ رزق کی کشادگی چاہنا۔ تقضاء حاجات کی دعا کرنا وغیرہ ہم مشرکین کی عبادت یہی تھی کہ وہ اپنے اصنام و اوثان (غیر اللہ) کو مقرب، سفارشی اور نافع و ضار سمجھ کر ان کے سامنے ذلیل و خوار بن کر کھڑے ہوتے اور فریاد رسی چاہتے تھے۔ اپنے مال کا ایک حصہ ان کی نذر و نیاز کے لیے صرف کرتے تھے۔ ان کی منتیں مانگتے تھے۔ ان کے لیے جانور ذبح کرتے اور ان کے اردگرد طواف کرتے۔ گو وہ حق کی ربوبیت کے قائل تھے اور اس کو خالق، مالک، رازق، محی و ممیت مدبر زمین و آسمان مانتے تھے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ

خواجہ الطاف حسین حالی کیا خوب فرماتے ہیں۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر | جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر | کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں | اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں | شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(۱۱) شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

امر فرمود بعمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمحو کردن صور انبیاء و ملائکہ کہ کفار در دیوارہائے خانہ کعبہ کشیدہ بودند۔ پس ہمہ را محو کرد عمر الا صورت ابراہیم و اسماعیل را نگاہداشتہ بود نذر دست ہر یک تیر قمار آنہا نیز فرمود۔ کہ محو کنند ایں قوم نے دانستند کہ پیغمبران ہرگز قمار نباختہ اند پس دلو آب طلبید بدست خود آں دو صورت را بشست۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۲۹۳

ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء و ملائکہ

کی صورتوں مورتوں کو مٹانے کا حکم فرمایا جو کہ کفار نے خانہ کعبہ کی دیواروں پر بنائی تھیں پس انہوں نے تمام صورتوں کو مٹا دیا۔ مگر حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی صورت مورت کو نہ مٹایا۔ ان دونوں پیغمبروں کے ہاتھ میں جوا کھیلنے کے تیر تھے۔ ان کی صورتوں کو بھی آپ نے مٹانے کا حکم فرمایا۔ نیز آپ نے فرمایا یہ قوم نہیں جانتی کہ پیغمبر ہرگز جوا نہیں کھیلے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول منگوا کر خود ان دونوں پیغمبروں کی صورتوں کو مٹا دیا۔

ف:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ علمی حلقوں میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ خصوصاً ہندوستان کے ممتاز حنفیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ میں نبیوں اور فرشتوں کے بت بنے ہوئے تھے۔

(۱۲) یہی حضرت شیخ صاحبؒ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ پر فرماتے ہیں کہ اساف وہبل ونائلہ و بتان دیگر را کہ بزرگ بودند شکستند فتح مکہ مکرمہ کے دن اساف، ہبل، نائلہ اور دوسرے بت جو کہ بزرگوں کے نام پر بنائے گئے تھے ان سب کو توڑ پھوڑ دیا۔

ف:۔ ہبل حضرت آدم علیہ السلام کے بڑے بیٹے ہابیل کا بت تھا جس کو قابیل نے قتل کیا تھا یعنی یہ بت ہبل شہید کا تھا۔ مشرکین عرب نے اسی لیے تو اس کو خانہ کعبہ کی چھت پر رکھا ہوا تھا۔

(۱۳) استاذ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ پارہ تیسواں تحت سورت البینۃ فرماتے ہیں۔

و بعضے از ایشاں مثل قریش و دیگر جہال عرب صور ہائے بزرگان صالح را معبود مے ساختند و آنہا را بجہت اعتقاد کمال تقرب در جناب الٰہی وسیلہ امور دنیا و آخرت مے انگاشتند۔

ترجمہ:۔ اور بعضے ان مشرکین سے مثل قریش و دیگر جہال عرب بزرگان صالح کی صورتوں کو معبود بناتے ہیں اور ان کو کمال تقرب کے اعتقاد کی نیت سے دنیا و آخرت کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ لاتے ہیں۔

(۱۴) دوسری جگہ سورت کافرون کے تحت فرماتے ہیں۔

نمے پرستم من آں چیز را کہ شما مے پرستید۔ زیرا معبود شما یا سنگ است یا درخت یا آب

یا آتش یا ستارہ یا شیطان یا فرشتہ یا روح صالح و من ہمہ ایں چیزہا شایان عبادت نمید انم (تفسیر عزیزی)

ترجمہ:- میں نہیں پوجتا ہوں اس چیز کو جس کو تم پوجتے ہو۔ اس لیے کہ تم پوجا کرتے ہو پتھر کی یا درخت کی پانی یا آگ کی ستارہ یا شیطان کی فرشتہ یا کسی صالح مرد کی روح کی اور میں ان تمام چیزوں کو عبادت کے لائق نہیں سمجھتا۔

(۱۵) فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پارہ اوّل رکوع ۳)

ترجمہ:- پس نہ ٹھہراؤ خدا تعالےٰ کے واسطے شریک اور برابر کے اور تم جانتے ہو کہ اس جیسا کوئی نہیں ہے۔

اس کے تحت حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چہارم پیر پرستاں گویند کہ چوں مرد بزرگ کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعۃ عند اللہ شدہ بود۔ ازیں جہاں مے گزرد و روح او را قوتے عظیم و وسعتے ضخیم بہم مے رسد۔ ہر کہ صورت او را برزخ سازد۔ یا مکان نشست و برخاست او یا بر گور او بسجود و تذلل تام نماید۔ روح او بسبب وسعت و اطلاق برآں مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نمایند۔ (تفسیر عزیزی)

ترجمہ:- چوتھا فرقہ پیر پرست لوگ ہیں یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ زیادہ عبادت اور ریاضت کی وجہ سے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ عند اللہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس جہاں سے جانے کے بعد ان کی روح میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس کی صورت سامنے رکھے یا اس کے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ میں یا اس کی قبر پر عاجزی کرے تو اس بزرگ کی روح کو آزادی اور فراخی کی وجہ سے اطلاع مل جاتی ہے اور وہ روح دنیا و آخرت میں اس کی سفارش کرتی ہے۔

(۱۶) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۵ھ (آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بیہقیٔ وقت یعنی اپنے زمانے

کا محدث اعظم فرمایا کرتے تھے) اپنی تصنیف ارشاد الطالبین صفحہ ۴۹ مطبوعہ لاہور پر فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ مے فرماید وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ

یعنی از کسانے کہ شما دعا مے خواہید سوائے خدا آنہا بندگانند مانند شما آنہارا چہ قدرت است کہ حاجت کسے برآرند اگر کسے گوید کہ ایں در حق کفار است کہ بتاں را یاد مے کردند۔ گفتہ شود کہ لفظ دون اللہ عام است۔ ولفظ معتبر است نہ خصوص محل۔

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ

یعنی وہ انسان کہ جن سے تم دعا چاہتے ہو خدا کے سوا۔ وہ تمہاری طرح بندے ہیں ان کو کیا قدرت ہے کہ کسی کی حاجت پوری کریں۔ اگر کوئی کہے یہ بات تو کفار کے حق میں ہے جو کہ بتوں کو یاد کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ دون اللہ عام ہے (جو کہ انبیاء و اولیاء سب کو شامل ہے) اور لفظ معتبر ہے نہ کہ خصوص محل۔

پیارے ناظرین:۔ آپ غور کریں۔ دنیائے حنفیت کے بہت بڑے بزرگ وہی بات فرما رہے ہیں جو ہم اہل حدیث کہتے ہیں کہ وہ اوصاف و کمالات جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اگر انبیاء و اولیاء کے ساتھ کئے جائیں تو انبیاء و اولیاء بھی من دون اللہ میں شامل ہوں گے۔

(۱۷) حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۴۰ھ فرماتے ہیں (آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلیفہ مجاز ہیں)

تصویر پیر خود و تصویر پیغمبر خدا و تصویر جناب امیر المومنین علی علیہم السلام بتاں اند۔ و سنگے براں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر ...... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔ ہائے مسلمانی و توحید۔ مکاتیب شریف نمبر۶ صفحہ ۴۴۔

ترجمہ:۔ اپنے پیر کی تصویر اور پیغمبر خدا اور حضرت علی علیہم السلام کی تصویر بت ہیں اور کسی پتھر پر قدم کا نشان بنا کے کہنا کہ یہ پیغمبر کا نشان قدم ہے۔ یہ بھی بت ہے ہائے مسلمانی اور توحید کیسے ضائع ہوئی۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ قرآن مجید پارہ ۱۰ رکوع ۱۱ میں فرماتے ہیں۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ

ترجمہ:۔ یہود نے اپنے علماء کو اور نصاریٰ نے اپنے پیروں کو (اللہ کے سوا) رب بنا لیا۔

حدیث شریف میں ہے۔

عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم و فی عنقی صلیب من ذھب فقال یا عدی اطرح عنک ھٰذ الوثن وسمعتہ یقرء فی سورۃ براءۃ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ قال اما انھم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئًا استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئًا حرموہ رواہ الترمذی

ترجمہ :- عدی بن حاتم (طائی) فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ میری گردن میں سونے کی صلیب کا نشان تھا۔ آپ نے فرمایا اے عدی! اس بت کو پھینک دو اور میں نے سنا کہ آپ سورہ برأت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ یہ لوگ ان کی پرستش تو نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب ان کے علماء اور پیر کسی چیز کو حلال کرتے تھے تو وہ اسے حلال سمجھتے تھے اور جب کسی چیز کو حرام کرتے تھے تو وہ اس کو حرام سمجھتے تھے۔

پیارے ناظرین! اب دیکھ لیجئے قرآن وحدیث میں علماء وصوفیا کو من دون اللہ کی صف میں کھڑا کیا ہے۔ اس لیے کہ ان کو حلال وحرام کا مختار سمجھ لیا گیا کہ شریعت بنانے والے یہی ہیں حالانکہ شارع اللہ تعالیٰ ہی ہے تو جب انہیں خدائی مقام دیا گیا تو وہ من دون اللہ میں آگئے۔

(۱۹) استاذ الہند سراج الہند امام الہند شیخ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی جلد اوّل صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں۔

انبیاء و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب وشنیدن فریاد ہر کس در ہر جا وقدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند و ملائکہ و ارواح انبیاء و اولیاء را در پردہ صور تماثیل و قبور و تعزیہ ہا معبود سازند۔

ترجمہ:- یعنی انبیاء ومرسلین میں وہ اوصاف ثابت کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جیسے علم غیب اور یہ کہ ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے سننا اور ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ فرشتوں نبیوں اور ولیوں کی ارواح کی قبروں اور تعزیوں کی صورت میں عبادت کرتے ہیں۔

(۲۰) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بت پرستاں اگرچہ بتاں را مانند خدا و مخالف او تعالیٰ نمے دانند وے گویند ولیکن چوں آنہا را مے پرستند و تعظیم مے کنند گویا مثل و مانند او مے دانند و اعتقاد دارند کہ ایشاں را از عذاب خدا مے رہانند۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۷۰ مطبع نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ :- بت پرست اگرچہ اپنے بتوں کو مانند خدا اور مخالف خدا نہیں جانتے لیکن جب ان کی پرستش کرتے ہیں اور ان کی تعظیم بجالاتے ہیں تو گویا انہوں نے ان کو مانند خدا ہی جانا اور بت پرست اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے یہ بت ان کو خدا کے عذاب سے رہائی دلاتے ہیں۔

ف :- یہی حال ہند و پاک کے جاہل لوگوں کا ہے کہ وہ اپنے منہ سے تو بزرگوں کو خدا کی مثل و نظیر نہیں کہتے۔ لیکن عملاً وہ ان کو خدا کی مثل ثابت کرتے ہیں اور یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔

خدا جس کو پکڑے چھڑا لے محمدؐ
محمدؐ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

(۲۱) عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۶۹)

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں دانست آنحضرت قرب اجل را و بترسید از امت کہ مبادا القبر شریف وے آں کنند کہ یہود و نصاریٰ بقبور انبیا خود کردند باگاہ بانید ایشاں را بر نہی ازاں بلعنی بر یہود و نصاریٰ کہ قبور انبیاء را مساجد گرفتند و ایں ہر دو طریق متصور است۔ یکے آنکہ سجدہ بقبور برند و مقصود عبادت آں دارند چنانکہ بت پرستاں بت مے پرستند دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت مولیٰ تعالیٰ دارند۔ ولیکن اعتقاد برند کہ توجہ بقبور ایشاں در نماز و عبادت حق موجب قرب و رضائے وے تعالیٰ است و موقع عظیم تر است نزد حق از جہت اشتمال وے بر عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیاء و ایں ہر دو طریق نامرضی و نامشروع است۔ اول خود شرک جلی و کفر است و ثانی نیز حرام است۔ از جہت آنکہ در وے نیز اشراک بخدا است۔ اگرچہ خفی است و بہر دو طریق لعن متوجہ است و نماز گزاردن بجانب قبر نبی یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است۔ ہیچکس را داراں خلاف نیست۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اصفحہ ۳۵۲)

ترجمہ:- جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو معلوم ہوا کہ وقت اجل قریب ہے تو آپ امت سے اس بات کے لیے ڈرے کہ شاید میری قبر شریف کے ساتھ وہی سلوک کرے۔ جو یہود و نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کے ساتھ کیا تو آپ نے امت کو آگاہ فرمایا۔ اس کام کی ممانعت سے یہود و نصاریٰ پر لعنت کر کے۔ کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا اور اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی قبروں کو سجدہ کیا کرتے اور اس سے مقصد ان کی عبادت تھا جیسا کہ بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں۔ دوسرا طریقہ کہ مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہی ہوتا تھا۔ لیکن ان کا اعتقاد تھا کہ نماز و عبادت کی حالت میں ان کی قبروں کے ساتھ توجہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے (جیسا کہ آج کل بزرگوں کے مزارت کے ساتھ ہوتا ہے) یہ دونوں طریقے غیر مشروع ہیں۔ پہلا طریقہ تو کھلا شرک ہے اور دوسرا حرام ہے۔ اس لیے کہ اس میں شرک پایا جاتا ہے۔ اگرچہ خفی طور پر ہے۔ ان ہر دو طریقوں پر لعنت ہے نبی اور صالح کی قبر کی طرف نماز ادا کرنا تعظیم و تبرک کی نیت سے تو یہ بھی حرام ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں یعنی تمام علماء کے نزدیک یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

بنیرۂ شاہ ولی اللہ، مجاہد، غازی شہید فی سبیل اللہ حضرت شاہ محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۴۶ھ تذکرہ الاخوان صفحہ ۱۶۴ پر اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب ہوا تب اپنی امت کے خبردار کرنے کو فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر خدا لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرا لیا۔ کہ جیسے مسجد میں سجدہ کرنا چاہیئے۔ خدا کو ویسے ہی یہ قبروں کی طرف کرنے لگے اور جیسے مسجدیں پختہ پتھر کی عبادت بنانا چاہیئے ویسے ہی یہ قبریں اونچی اونچی بنانے لگے اور جیسے مسجد میں چراغ جلانا چاہیئے ویسے ہی قبروں پر روشنی کرتے ہیں اور جیسے مسجد میں عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے ویسے ہی یہ قبر کے پاس مقبروں میں مراقبہ کرنا نماز پڑھنا زیادہ موثر جاننے لگے اور جیسے مسجد میں فرش بچھانا چاہیئے۔ ویسے ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ قبروں پر اور مقبروں میں فرش فروش بچھانے لگے اور چادریں قبروں پر ڈالنے لگے۔

سبحان اللہ! جس کام کے سبب حضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے یہود و نصاریٰ پر لعنت

فرمائی اور بددعا کی۔ وہی کام بلکہ اس سے ہزار چند زیادہ انہیں کے امت کے جاہل اور بعضے مندی پیر زادے اور بعضے پیر پرست کرنے لگے۔ غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کام مسجد کے واسطے کرنا چاہیئے وہ کام اور کسی بزرگ کی قبر کے ساتھ کرنے سے خدا کی طرف سے کرنے والے پر خدا کی لعنت پڑتی ہے اور جب سب پیروں کے پیر اور سب بزرگوں کے بزرگ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام کرتے سے بددعا کریں اور لعنت بھیجیں تو اور بزرگ اپنی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ کرنے سے کب راضی ہوں گے۔

(۲۲) عن جندب قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اَلَا وانّ من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاءھم وصالحیھم مساجد الا فَلَا تتخذوا القبور مساجد انّی انھاکم عن ذلک

(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۰۱ مشکوٰۃ صفحہ ۶۹)

ترجمہ:۔ حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ خبردار! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ کر ڈالتے تھے اپنے نبیوں اور اچھے لوگوں کی قبروں کو مسجدیں سو مت بنائیو قبروں کو مسجدیں منع کرتا ہوں تم کو اس کام سے

(۲۳) عن عائشۃ قالت لمّا اشتکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لہا ماریہ وکانت اُم سلمۃ واُمّ حبیبۃ اتیا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا فرفع راسہ فقال اولٰئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثمّ صوّروا تلک الصور اولٰئک شرار الخلق اللہ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب بیمار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ذکر کیا بعضے بیبیوں نے ایک گرجے کا جس کو ماریہ کہتے ہیں اور حضرت ام سلمہ وام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گئی تھیں حبشہ کے ملک کو سو انہوں نے ذکر کیں اس کی خوبیاں اور اس میں جو تصویریں تھیں ان کا حال تو اٹھایا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا سر مبارک پھر فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد فوت ہو جاتا تھا تو بناتے تھے

اس کی قبر پر مسجد۔ پھر بناتے اس میں ان کی صورتیں۔ وہ لوگ بہت برے ہیں۔ اللہ کی سب خلقت سے
علامہ وحید الزماں مترجم صحاح ستہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے۔ دنیا میں بت پرستی کا رواج یوں ہی ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چند لوگوں نے یہ کیا کہ اپنی عبادت کے مقام میں بزرگوں کی مورتیں رکھنے لگے۔ اس خیال سے ان کے دیکھا دیکھی عبادت کا خوب شوق پیدا ہو لیکن عبادت خدا کی کرتے رہے۔ پھر ان کے فوت ہو جانے کے بعد شیطان نے ان کی اولاد کو یوں بہکایا کہ تمہارے بزرگ لوگ ان مورتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے تم بھی ان کی تعظیم کرو۔ آخر رفتہ رفتہ ان کی پرستش کرنے لگے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت پرستی کی جڑ ہی کاٹ دی اور تصویر تک بنانا اور رکھنا حرام کر دیا۔ (تیسیر الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۱۲)

(۴۲) عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تجعلوا قبری عیدًا وصلّوا علیّ فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم (نسائی و ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے نہ بناؤ میری قبر کو عید گاہ اور درود بھیجو مجھ پر اس لئے کہ درود تمہاری پہنچائی جاتی ہے مجھ کو تم کہیں بھی ہو۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الاخوان میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

حضرت نے جب یہود و نصاریٰ کو ملاحظہ کیا کہ اپنے بزرگوں کی قبر پر سال کے بعد میلا اور جماؤ (عرس) کرتے ہیں اور ہوتے ہوتے پھر یہاں تک نوبت پہنچی ان سے مرادیں مانگنے لگے تو پیشتر سے اپنی امت کو فرمایا کہ تم میری قبر کو عید گاہ مت بنائیو۔ یعنی جیسے عید گاہ میں برسویں دن لوگ اچھی اچھی پوشاک پہن کر خوشی سے روز، تاریخ معین میں جمع ہوا کرتے ہیں سو تم میری قبر پر اس طرح اجتماع نہ کیجیو اور اگر تم کو اپنے واسطے اور میرے واسطے ثواب منظور ہے تو درود پڑھو کہ مجھ کو اور تم کو دونوں کو ثواب ملے اور درود شریف کے لیے نزدیک ہونا قبر سے کچھ ضروری نہیں بلکہ لاکھوں منزلوں سے اگر درود پڑھو گے تو بھی مجھ کو اللہ تعالیٰ تمہاری درود پہنچا دے گا۔ اس لیے کہ درود شریف پہنچانے کے لیے

اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں اور درود شریف جو ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللّٰھم صل علیٰ محمد یعنی اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ سب حال میں ہر جگہ سے سنتا ہے۔

اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ حضرت کے مزار شریف پر روز و تاریخ پر اجتماع اور جماؤ (عرس) کرنا درست نہیں۔ پھر جب حضرت کی قبر شریف کے واسطے یہ بات منع ہے تو اور کسی کی قبر پر عرس جماؤ اور میلا کرنا اور تاریخ معین میں قبر کی زیارت کو جانا اور بھی زیادہ منع ہے۔

دوسرے یہ کہ خوشی کے اسباب قبر کے پاس یا قبر کے سبب جمع کرنا درست نہیں راگ (قوالی) وغیرہ کہ لوگ عرسوں میں کرتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر مردوں کو ثواب پہنچانا ہو تو دور ہی سے اس کے واسطے اللہ سے دعا کرے یا اس کی طرف سے کچھ خیرات کر دے اس لیے کہ قبر کے پاس ہونا ضروری نہیں۔

چوتھے یہ کہ حضرت نے جو فرمایا کہ درود مجھ کو پہنچائی جاتی ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ جہاں درود پڑھی جائے وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک آتی ہے سو یہ بات غلط ہے۔ پھر بعضے نادان جو کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ جانتے ہیں کہ اس وقت مردے کی روح آتی ہے۔ پھر اس لحاظ سے وہاں پر پانی عطر اور پانی بھی رکھ دیتے ہیں سو یہ بات غلط اور لغو ہے۔

(۲۵) عن علی بن الحسین انه رای رجلا یجئ الی فرجة کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم فیدخل فیها فیدعو فنهاه وقال الا احدثکم حدیثا سمعته من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبورا فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم (مسند ابو یعلی)

ترجمہ:- حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے قریب ایک دریچہ کے پاس آتا اور اس میں داخل ہوتا اور دعا کرتا ہے تو آپ نے (امام زین العابدین) اسے منع فرمایا اور کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے اپنے باپ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) سے

سنی اور انہوں نے میرے دادا (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سنی اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ آپ نے فرمایا کہ میری قبر کو میلا نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں تمہارا اسلام جہاں کہیں بھی تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔

(۲۶) اخبرنی سھیل بن ابی سھیل قال رأنی الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب عند القبر فنادانی وھو فی بیت فاطمة یتعشی فقال ھلم الی العشاء فقلت لا اریدہ فقال مالی رأیتك عند القبر فقلت سلمت علی النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لا تتخذوا بیتی عیدًا ولا تتخذوا بیوتکم مقابر لعن اللہ الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم ما انتم ومن بالاندلس الاسواء

(اغاثۃ اللھفان امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ :- خبر دی مجھ کو سہیل بن ابی سہیل نے اس نے کہا دیکھا مجھ کو حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے قبر شریف کے پاس۔ پس بلایا انہوں نے مجھ کو حضرت فاطمہ کے گھر سے اور آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے اور فرمایا آؤ کھانا کھاؤ پس میں نے کہا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے تمہیں قبر کے پاس کیوں دیکھا۔ میں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے کہا کیا تو اسی لیے مسجد میں داخل ہوا تھا۔ پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے میرے گھر کو عید اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں بھی ہو تم۔ سو تم اور اندلس کے رہنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اعتبار سے بالکل برابر ہیں۔

(۲۷) انّ عائشة وعبد اللہ بن عباس قالا لمّا نزل برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم طفق یطرح خمیصة لَہٗ علی وجھه فاذا اغتمّ بھا کشفھا عن وّجھه فقال وھو کذالك لعنة اللہ علی الیھود والنّصارٰی اتّخذوا

قبور انبیاءھم مساجد یحذّر ما صنعوا

(بخاری و مسلم صفحہ ۶۲)

ترجمہ:- حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخر وقت ہوا۔ تو آپ ایک چادر اپنے منہ پر ڈالنے لگے۔ جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے اور اسی حال میں یوں فرماتے اللہ کی پھٹکار یہود اور نصاریٰ پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ آپ یہ فرماکر (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈرا تے تھے۔

(۲۸) عن عطاء بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِی وَثَنًا یُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غضب اللہ تعالیٰ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد،

(موطا امام مالک ومشکوٰۃ صفحہ ۷۲)

ترجمہ:- عطاء بن یسار سے روایت ہے کہا انہوں نے دعا کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ! مت کیجیو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے۔ شدت سے غضب ہو اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں۔ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت تذکر الاخوان صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں۔

"یعنی مسجد میں نماز پڑھنا یا اعتکاف کرنا زیادہ ثواب ہے بلکہ مسجد اسی واسطے ہے اور وہاں جھاڑو دینا اور فرش بچھانا لوگوں کے آرام کے واسطے پانی کا برتن رکھنا مسجد کی عمارت اچھی بنانا اس میں چراغ جلانا ثواب ہے۔ سو اگلی امت کے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں پر ایسے کام جو مسجد کے واسطے چاہئیں کرتے تھے کہ ان لوگوں پر نہایت سخت غضب پڑا کہ وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے۔ اس واسطے ایسے کام کیئے سے وہ قبر نہیں رہتی بت ہو جاتی ہے۔ سو ہمارے حضرت نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ کہ اے اللہ! میری قبر کو بت مت کیجیؤ ایسا نہ ہو کہ میری قبر پر لوگ ایسی حرکتیں کریں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے ساتھ ایسا کام کرنا جیسے مسجد کے ساتھ چاہیئے۔ درست نہیں اور جو کوئی کرے اس پر خدا کا غضب نازل ہوا کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھ لوگ ایسا کام کریں وہ قبر قبر نہیں رہتی۔ بت ہو جاتی ہے"۔

نتیجہ

پیارے ناظرین :- یہ بات قرآن حدیث اور اقوال بزرگان دین سے واضح ہو گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا، بندگی، پرستش، عبادت، سجدہ اور طواف وغیرہ کیا جائے گا۔ تو وہ من دون اللہ میں شمار ہو گا چاہے انبیاء کرام اور اولیاء عظام ہی کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر من دون اللہ، غیر اللہ جاہل لوگوں کی عبادت سے خوش ہو گا تو وہ بھی داخل جہنم ہو گا ورنہ صرف جاہل مشرک ہی جہنم کا ایندھن بنے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہی حاجت روا، مشکل کشا مصیبتیں دور کرنے والا ہے تو وظیفہ

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرا

کیا حیثیت رکھتا ہے۔ شیخ الاسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۴۸ء ان الفاظ کو پڑھ کر آخر میں یا شیخ کی جگہ پر اے خالق ارض و سما پڑھا کرتے تھے ؎

چوں ایاک نستعین خوانی چرا غیر کا معین دانی

حضرت شاہ جیلانی کا آخری پیغام اپنے مریدوں کے نام

لمّا مرض مرضه الذی مات فیه قال له ابنه عبد الوهاب اوصنی لما اعمل به بعدك فقال علیك بتقوی الله ولا تخف احدا سوی الله ولا ترج سوی الله و كل الحوائج الی الله ولا تعتمد الا الیه واطلبها جمیعا منه ولا تثق باحد غیر الله التوحید (فتوح الغیب)

ترجمہ :- مرض وصال میں آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسی وصیت فرمایئے جس پر میں آپ کے بعد عمل پیرا ہو سکوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ تجھ پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتا رہ اور اس کی مخلوق میں سے کسی سے خوف نہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اپنی امیدیں اور حاجات وابستہ نہ کر۔ اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر اور خداوند تعالیٰ کے سوا کسی سے وثوق نہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق توحید کو پختگی سے اختیار کر کیونکہ توحید باری تعالیٰ پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔

غیب دانی سے انکار اور بدعتی شفاعت سے محروم

فیذادعنّی یوم القیامۃ رجال کما تذاد الغریبہ من الابل و اقول الاھلم الاھلم فیقال اِنّکَ لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول ما احدثوا بعدی فیقال انھم غیروا وبدلوا فاقول الاسحقا وبعدا

(غنیۃ الطالبین)

ترجمہ:۔ قیامت کے دن کچھ لوگ میرے حوض سے پیچھے ہٹا دیئے جائیں گے۔ جس طرح اجنبی اونٹ ہٹایا جاتا ہے۔ میں کہوں گا۔ آنے دو۔ آنے دو۔ پس کہا جائے گا آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا ایجاد کیا۔ میں کہوں گا کہ انہوں نے کیا ایجاد کیا۔ تو بتایا جائے گا کہ انہوں نے دین کو بگاڑا اور دین میں تبدیلیاں کیں۔ تو میں کہوں گا ہلاکت ہو ان کے لیے دور ہوں یعنی بدعتی میرے قریب نہ آئیں۔

پیارے ناظرین! جب یہ روائیت اور حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو اپنی کتاب میں درج کرنا بیان کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ واقعہ ابھی تک پیش نہیں آیا۔ بروز قیامت ایسا ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا میں بتا رہے ہیں آپ کا اس دنیا میں بتانا "علم غیب" ہے لیکن یہ جواب درست نہیں کیونکہ جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات تمام ممکنات حاضرہ وغائبہ یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت تک سب مثل کف دست ظاہر فرما دیا" (الکلمۃ العلیا مصنفہ مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی متوفی ۱۹۴۸ء) ان کو ان الفاظ پر دوبارہ سہ بارہ غور کرنا چاہیئے۔ لاتدری ما احدثوا بعدک فرشتے عرض کریں گے آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا ایجاد کیا اور اس کو بگاڑا۔ کیا ان الفاظ میں علم غیب کلی وتفصیلی کی تردید نہیں ہو رہی۔ اور یہ الفاظ جمیع اشیاء کا علم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ غور وفکر کرنے سے حقیقت خود بخود سامنے آجائے گی۔

عالم جمیع ماکان ومایکون (ہو چکی اور ہونے والی تمام چیزوں کا جاننے والا) رافضیوں کا عقیدہ ہے

ومن ذالک ان الامام یعلم کل شیءٍ ماکان ومایکون من امر الدنیا والدین حتی عدد الحصی وقطر الامطار وورق الاشجار (غنیۃ الطالبین)

ترجمہ :۔ رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کو دین و دنیا کی ہر چیز کا علم ہوتا ہے۔ جو ہو چکی ہو اور جو ہونے والی ہو یہاں تک کہ کنکروں، بارشوں کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی تعداد اور گنتی بھی جانتے ہیں۔

ف :۔ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ نے اپنی مبارک کتاب غنیۃ الطالبین میں رافضیوں کے عقیدے بیان کیے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم جمیع ماکان ومایکون کا عقیدہ اہل سنت کا عقیدہ نہیں یہ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اور جو یہ عقیدہ ناپسندیدہ رکھے وہ سنی نہیں ہے۔

علم غیب کے متعلق بریلوی صاحبان کے اعلیٰ حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲ء کا فیصلہ کن ارشاد۔

"علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ کفار اپنے معبودان باطل کے لیے مانتے تھے۔ مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے انہیں امور غیب پر اطلاع ہے۔"

(الامن والعلی مطبع نظامی بدایون صفحہ ۲۰۳)

ف :۔ آج کل بعض غیر پختہ واعظین جو اپنے آپ کو فاضل بریلوی کا معتقد ثابت کرتے ہیں وہ اپنی تقریروں میں بے دھڑک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں لیکن فاضل بریلوی نے اس سے منع فرمادیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے لفظ عالم الغیب کا اطلاق صرف اپنی ذات پر کیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جو ذرے ذرے۔ پتے پتے قطرے قطرے اور بال بال کا علم رکھتا ہے اور یہ وصف سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی میں نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید کی چند آیات کریمات بابرکات ملاحظہ ہوں۔

پارہ ۱۰ سورہ توبہ

(۱) وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ — اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہر چھپے کا

پارہ ۱۱ سورہ توبہ

(۲) عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ — جاننے والا چھپے اور کھلے کا۔

پارہ ۱۲ سورہ ہود

(۳) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں اور زمین کی۔

پارہ ۱۳ سورہ رعد

(۴) عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ

جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا

پارہ ۱۸ سورہ مومنون

(۵) عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک بناتے ہیں۔

پارہ ۲۸ سورہ حشر

(۶) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ؕ

وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی وہ جانتا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان اور رحیم والا

(۷) پارہ ۲۹ سورہ جن

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۠

اور غائب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے برگزیدہ پیغمبر کو۔ تو اس پیغمبر کے آگے پیچھے پہرہ چوکی بٹھا دیتا ہے۔ محافظ فرشتے بھیجتا ہے اور خلقی قوتوں کی ناکہ بندی کر دیتا ہے تاکہ اللہ واضح کر دے کہ رسول ملکی نے نبی تک اور رسول بشری نے امت تک اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے۔ اور اللہ تعالےٰ ان تمام باتوں کا احاطہ کیئے ہوئے ہے جو ان رسل کے پاس ہے اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے۔

ف :- ترجمہ سے آیت کا مفہوم ظاہر ہے۔ غور اس پر کیجئے کہ اس معجزانہ کلام میں حق تعالیٰ کو یکہ و تنہا بلا شرکت غیرے اطلاع دہندۂ غیب بتایا ہے اس کے بتانے اور ظاہر کرنے سے کسی کو غیب کی اطلاع ہو سکتی ہے ورنہ کوئی صورت نہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ کسی شئے کا پتہ دینے والا وہی ہو سکتا ہے جو اس شئے اور اس کے علم سے بھرپور ہو۔ ورنہ اگر پتہ دینے والا اس سے بھرپور نہ تھا۔ تو اس نے پتہ کس چیز کا دیا اور پتہ لینے والا اگر اس سے خالی نہ تھا تو اسے لینے اور دوسرے کے آگے اپنے احتیاج ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسلئے حق تعالیٰ کا اطلاع دہندۂ غیب ہونا اس کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ گویا ابتدائے آیت میں کلمہ "عالم الغیب" ایک دعوےٰ ہے اور "فلا یظہر" اس کی دلیل ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہ اطلاع وہی اس کے ساتھ خاص ہے۔ جیساکہ ایت کا نظم اور انداز بیان بتلا رہا ہے۔ تو عالم الغیب ہونا بھی لامحالہ اسی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہونا چاہیئے جو آیت کا مدعا ہے بہر حال قرآن حکیم نے اپنے اعجازی نظم اور معجزانہ اسلوب بیان سے مسئلہ علم غیب کو نکھار کر صاف کر دیا ہے اور اس میں کسی شرک پسند کے لیے مشرکانہ واہموں کی گنجائش نہیں چھوڑی بالخصوص آیت اظہار غیب اس بارے میں جامع ترین ہدایت نامہ ہے جس نے اس مسئلہ کو ہر قسم کے زمانی، مکانی، ذاتی، عرضی، دوامی، ہنگامی شرکاء سے بری کر کے اور اللہ کی علمی توحید کو ہر شک وشبہ سے پاک کر کے مسئلہ کے ہر مثبت اور منفی پہلو کو کھول دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاً اس نے

(۱) لفظ "عالم الغیب" سے ابتداء کر کے اللہ کے عالم الغیب ہونے کا اعلان کیا۔

(۲) پھر اسے "اطلاع دہندہ غیب" بتا کر علم غیب کو اس کا خاصہ ثابت کیا۔ جس سے ہر غیر اللہ سے علم غیب کی نفی ہو گئی۔

(۳) پھر علیٰ غیبہ کے لفظ سے علم غیب کو اس کا ذاتی علم ثابت کیا جس سے ہر مخلوق کے حق میں ذاتی علم کی نفی ہو گئی۔

(۴) پھر تلقین غیب کو "اطلاع غیب" کا عنوان دے کر صرف اطلاعی علم ثابت کیا گیا جس سے عطائی علم کی بھی مخلوق سے نفی ہو گئی۔ تاکہ خالق کی ذات کسی بھی حصۂ علم سے خالی نہ سمجھی جائے

(۵) پھر حق تعالیٰ کے علم غیب کے اثبات کے لیے فعل کی بجائے صفت کا صیغہ (عالم الغیب) استعمال کر کے علم خداوندی کو ازلی، ابدی، دوامی، استمراری ثابت کیا۔ جس سے غیر اللہ کے علم دوامی کی نفی ہو گئی اور مخلوق کا علم ہنگامی اور عارضی ثابت کیا۔

(۶) پھر "اظہار غیب" کے کلمہ سے اسے غیب کی اطلاع دینے میں فاعل ممتاز ثابت کیا جس سے تمام وسائل علم غیب کے اطلاع دہندۂ غیب ہونے کی نفی ہو گئی۔

(۷) پھر ظہور غیب کو "اطلاع خداوندی" کے ساتھ مقید اور اس میں منحصر ثابت کر کے ہر استدلالی علم کو علم غیب ہونے سے خارج کیا جس سے فنی طور پر مستقبل کی باتیں بتلانے والوں کے غیب داں ہونے کی نفی ہو گئی۔

(۸) پھر کلمہ "من رسول" کے اقتضاء سے رسول کے لیے علم کلی کی نفی ہو گئی اور بشر کے لیے علم جمیع ماکان ومایکون کا سوال ختم ہو گیا۔

(۹) پھر اسی "من رسول" کے کلمہ سے رسول کے لیے علم جزئی ثابت کر کے خدا اور رسول کے علم کا فرق واضح کر دیا کہ خدا کا علم محیط اور کلی ہے اور رسول کا علم اس کے لحاظ سے جزئی اور محدود۔ جس سے خدا اور رسول کے علم میں مساوات کا تخیل منفی ہو گیا۔

(۱۰) پھر اس علم کو پیغمبر کے حق میں اطلاعی کہہ کر من رسول ہی کے کلمہ سے امت کے حق میں اسے "رسالاتی" علم ثابت کیا جس سے امت کے حق میں اس کے اطلاعی علم ہونے کی بھی نفی ہو گئی بلکہ یہی غیبی علم اس کے حق میں استدلالی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی "عالم الغیب" نہیں

ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اور جتنا علم مناسب سمجھا وحی کے ذریعہ انبیاء کرام کو عطا فرمایا ہے اور یہ وہ علم ہے جسے قرآن "اظہار غیب" اور "اطلاع غیب" قرار دیتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ

ترجمہ:- اللہ کا یہ طریق نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے۔ غیب کی باتوں کی اطلاع دینے

کے لیے تو وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے۔

ف :- یہ علم جو انبیاء کو عطا کیا گیا ہے "اظہار غیب" اور "اطلاع غیب" ہے مگر اس اطلاع و اظہار کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کائنات کی کوئی چیز انبیاء کرام کی نگاہوں سے چھپی نہیں رہتی اور انکو ہر بات کا علم حاصل ہو جاتا ہے اس غلط عقیدہ کی خود قرآن مجید نفی کرتا ہے ارشاد ربانی ہے۔

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ

(سورۃ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷)

ترجمہ :- کہا (ہدہد نے) میں لے آیا خبر ایک ایسی چیز کی جس کی تجھ کو خبر نہ تھی اور آیا ہوں۔ تیرے پاس سبا سے خبر لے کر۔

ف :- ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہہ رہا ہے کہ میں ایسی چیز کی خبر لایا ہوں جس کی آپ کو خبر نہ تھی اور ملک سبا کے حالات کا علم نہ رکھنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی منزلت میں ذرہ برابر کمی نہیں آجاتی کہ سارے جہاں کے حالات کا علم رکھنا نبوت و رسالت کا لازمہ ہرگز نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ

(سورۃ ھود پارہ ۱۲ رکوع ۶)

ترجمہ :- پس اس وقت کہ دیکھا ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ ان کے کو کہ مطلق نہیں پہنچتا ساتھ گوسالہ کے یعنی ہاتھ طرف طعام کے۔ تو ان کو اجنبی سمجھا اور جی میں ان سے خوفزدہ ہوا۔ فرشتوں نے کہا کہ ابراہیمؑ خوف نہ کر ہم لوط کی قوم کو ہلاکت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

ف :- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان و منزلت کا کوئی ٹھکانہ ہے کہ سردار دو جہاں شفیع عاصیاں نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود "ملت ابراہیمی" پر تھے۔ ان کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو نہیں پہچان سکے اور دل میں خوف محسوس کرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ فرشتے بتاتے ہیں کہ آپ خوف نہ کیجئے ہمیں تو قوم لوط کی بدکار قوم کی طرف اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے مگر برسوں تک اپنے پیارے اور چہیتے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر نہ معلوم کر سکے کہ ان کا نورِ نظر کہاں ہے۔ اور کس حال میں ہے یہاں تک کہ اس غم میں پتلیاں سفید ہو گئیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

قَالَ یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ ۝

(سورہ یوسف رکوع ۱۰)

ترجمہ:- یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ یوسف کا بڑا افسوس ہے اب اس کی آنکھیں دل کے رنج سے سفید پڑ گئی تھیں وہ پھر بھی رنج داندوہ کو دل میں چھپائے ہوئے تھا۔

ف:- لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بالکل بے خبر تھے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی — چرا در چاہِ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہاں است — دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم — گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر صاحب کتاب و شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس نے بہت سے جادوگروں کو آپ کے مقابلہ کے لیے اکٹھا کیا تو ان جادوگروں نے اپنی اپنی رسیاں پھینکیں جو کہ بظاہر سانپ نظر آتی تھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان رسیوں کو دیکھ کر ڈر گئے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝

(سورۃ طٰہٰ رکوع ۱۲)

ترجمہ:- پھر تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی جی میں ان سے کسی قدر خوف ہونے لگا ہم نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے۔

ف :- "غیب" اللہ تعالےٰ کی صفت خاص ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے صرف اپنے آپ کو "عالم الغیب" فرمایا ہے۔ اور کسی تشابہ اور ابہام کے بغیر دو ٹوک انداز میں کہا ہے:-

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (۲۰ پارہ رکوع ۱)

ترجمہ :- اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اعلان فرما دیجئے کہ نہیں جانتے وہ جو ہیں آسمانوں اور زمین میں (فرشتے اور زمین کے باشندے) غیب مگر اللہ اور وہ خود اپنے متعلق نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے (نیند سے یا قبر سے)

غیب کی عمومی نفی کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان گوہر بیان سے خود آپ کے "غیب دان" ہونے کی نفی کرائی۔

قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- اے ہمارے رسول! آپ فرما دیں کہ میں تو اپنے نفس کے لیے بھی نفع اور ضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں جو خدا چاہے (وہی ہوتا ہے) اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سا بھلا جمع کر لیتا ... اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف (بدکاروں پر) ڈرانے والا اور ایمانداروں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔

ف :- رسول خدا حبیب خدا اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کے بے شمار واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ "عالم الغیب" نہ تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو تہمت لگائی گئی تھی تو کتنے دن آپ مضطرب رہے۔ یہاں تک کہ وحی الٰہی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا اعلان کر کے اس تہمت کا قلع قمع کیا اور وحی کے بعد آنحضرت کے قلب مبارک کو چین آیا۔ آپ عالم الغیب ہوتے تو اس افواہ سے مضطرب ہونے کی ضرورت کیا تھی اور آپ صحابہ کرام سے فرما سکتے تھے کہ میں نبی ہوں اور نبی پر مشرق و

معزب کے احوال و مقامات منکشف ہوتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ عائشہ اس تہمت سے پاک اور بری ہے جو صحابہ کرام آپ کی "وحی" پر ایمان رکھتے تھے وہ آپ کے ذاتی علم یا "عطائی غیب" سے بتائی ہوئی حقیقت پر بھی یقین کر لیتے۔ مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی افواہ سن کر آنحضرت صحابہ کرام سے بیعت لینا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع نہیں ہوئی تھی یہ محض افواہ تھی۔ اگر آپ "غیب داں" ہوتے تو افواہ کے سنتے ہی فرما دیتے کہ یہ خبر غلط ہے۔ عثمان مکہ مکرمہ میں زندہ ہیں۔ صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت تک کو اصل واقعہ کا کشف نہیں ہوتا اور وہ بھی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے :-

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ج (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

ترجمہ :- اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ فرما دیجئے۔

اے لوگو! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲ء کا فیصلہ کن ارشاد۔

فانا لا ندعی انه صلی الله علیه وسلم قد احاط لجمیع معلومات الله تعالیٰ ومحال للمخلوق (الدولۃ المکیہ صفحہ ۲۵)

ترجمہ :- ہمارا یہ دعوےٰ نہیں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم شریف تمام معلومات الٰہیہ کو محیط ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے۔

ولا نثبت بعطاء الله ایضا الا البعض (الدولۃ المکیہ صفحہ ۲۸)

ترجمہ :- اور ہم عطائے الٰہی سے بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔ اور ایسا ہی خالص الاعتقاد ص ۳۳ پر فرمایا ہے۔ اور توحید ایمان صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں

"حضور کا علم بھی جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط نہیں۔"

ف :- قرآن وحدیث میں اس کی نظیریں بکثرت ملتی ہیں کہ آنحضرت فداہُ ابی وامی روحی وقلبی کی حیات طیبہ میں بہت سے واقعات جزئیہ کی اطلاع دوسروں کو ہو گئی۔ بوجہ اس کے کہ وہ واقعہ انہیں پر گزرا تھا یا ان سے اس کا کوئی خاص تعلق تھا اور آنحضرت کو اس واقعہ کی اطلاع نہ ہوئی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) غزوۂ تبوک میں عبداللہ بن ابی منافق نے کسی موقع پر یہ کہا

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

ترجمہ :- جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والے ہیں ان پر خرچ مت کرو۔

نیز اسی مجلس میں اس نے یہ بھی کہا۔

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ

ترجمہ :- اگر ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہو گا وہ ذلیلوں کو نکال دے گا۔ یعنی ہم مہاجرین کو مدینہ سے بھگا دیں گے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی یہ بکواس حضرت زید بن ارقم قدیم الاسلام صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی اور انہوں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر دیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ ان منافقین نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت نے ان کی تصدیق کر دی اور زید بن ارقم کو جھوٹا قرار دیا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ مدت العمر کبھی ایسا صدمہ نہ ہوا تھا یہاں تک کہ میں نے باہر نکلنا چھوڑ دیا تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں جس میں آنحضرت کو اطلاع دی گئی کہ درحقیقت ان منافقین نے ناشائستہ کلمات کہے تھے تو آنحضرت فداہ ابی وامی روحی و قلبی نے مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مطمئن ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیان کی تصدیق نازل فرما دی۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر صفحہ ۷۲۸)

(۲) بعض منافقین کے متعلق سورہ توبہ میں ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ

ترجمہ :- اور بعض ان لوگوں میں سے جو تمہارے اردگرد ہیں اور بعض اہل مدینہ میں سے منافقت میں بہت مشاق ہیں۔ آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان کو (خوب) جانتے ہیں۔

ف :- اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں خود مدینہ طیبہ اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں کچھ ایسے منافق تھے جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اے محبوب! آپ ان کو نہیں جانتے اور ظاہر ہے کہ خود ان منافقین کو اپنے نفاق کا علم ضرور ہوگا۔

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ (سورۃ بقر پارہ ۲ رکوع ۹)

ترجمہ :- اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کی بات اس دنیاوی زندگی میں آپ کو اچھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو شاہد بناتے ہیں اور فی الحقیقت وہ نہایت جھگڑالو ہیں۔

ف :- تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آنحضرت کی خدمت میں آتا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا اور بہت زیادہ اظہار محبت کرتا اور اس پر خدا کی قسمیں کھاتا تھا۔ آنحضرت اس کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور درحقیقت وہ منافق تھا۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(۴) نیز منافقین ہی کی ایک جماعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد ہے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ

(سورۃ منافقون)

ترجمہ :- اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں گے اور اگر وہ کچھ کہیں تو آپ ان کی سن لیں گے۔

ف :- تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس کے تحت ہے ای فتحسب انہ صدق یعنی آپ ان کو سچا سمجھیں۔

ان تینوں آیتوں سے بطور مشترک اتنا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ ہی کے اندر کچھ ایسے سیاہ باطن منافق بھی تھے جن کے نفاق کے مدارج کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ تھا۔ ظاہر حال دیکھ کر آپ ان کو اچھا جانتے تھے ان کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتے تھے اور وہ بد کردار اپنے حال سے خود یقیناً خبردار تھے۔ (اگرچہ بعد میں وحی کے ذریعہ آنحضرت کو مطلع فرما دیا گیا ہو)

(۵) ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (سورہ یٰسین)

ترجمہ:- اور ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ان کے لیے مناسب ہے۔

ف:- بہرحال قرآن مجید اس حقیقت پر شاہد ہے۔ کہ بعض غیر ضروری اور امور رسالت سے غیر متعلق علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں عطا فرمائے گئے اور دوسروں کو حتیٰ کہ مشرکوں اور کافروں کو وہ حاصل تھے لیکن اس کی وجہ سے ان دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا انتہائی اور اعلیٰ درجہ کی حماقت اور ضلالت بلکہ کفر ہے اگر اس قسم کے واقعات احادیث میں تلاش کیے جائیں تو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں نکل آئیں گے۔ یہاں نمونہ کے طور پر چند احادیث مبارکہ اجمالاً ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحیح بخاری صحیح مسلم وسنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو حال دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ۔ پھر تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهَا فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَيْهَا یعنی مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ بتا دی گئی پس آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کو اس عورت کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی اور صحابہ کرام کو اطلاع تھی نیز اس کی قبر کی اطلاع بھی صحابہ ہی نے آنحضرت کو دی۔

(۲) سنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے تو آپ کی نظر ایک نئی قبر پر پڑی۔ فرمایا

ماھذا۔ یہ کیا ہے (یعنی یہ کس کی قبر ہے)

عرض کیا گیا یہ فلاں شخص کی فلانی کنیز کی قبر ہے۔ دوپہر میں اس کا انتقال ہو گیا اور آپ قیلولہ فرما رہے تھے اور روزے سے بھی تھے اس لیے ہم نے آپ کو بیدار کرنا بہتر نہ سمجھا پس آنحضرت کھڑے ہوئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور حضرت نے نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا۔

لا یموت فیکم میت مادمت بین ظہرانیکم الا اذنتمونی فان صلوتی لہ رحمۃ (جلد اوّل صفحہ ۲۸۴)

ترجمہ:۔ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جب تک میں تمہارے درمیان موجود رہوں تو مجھ کو ضرور اس کی خبر دیا کرو۔ کیونکہ میری نماز اس کے واسطے رحمت ہے۔ اس روایت سے بھی ہمارے مدعا پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔

(۳) صحیح بخاری اور سنن اربعہ میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احد میں شہداء کے۔ احد میں دو دو کو ایک قبر میں دفن فرماتے تھے اور قبر میں اتارتے وقت لوگوں سے دریافت فرماتے تھے

ایھما اکثر اخذ القرآن فاذا اشیر الی احدھما قدمہ فی اللحد

ترجمہ:۔ ان دونوں میں سے کون زیادہ قرآن حاصل کرنے والا ہے پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ اس کو پہلے لحد میں اتارتے۔

(۴) صحیح مسلم اور سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے کچھ آواز سنی فرمایا

متیٰ مات ھٰذا - یہ شخص کب مرا ہے

قالوا مات فی الجاھلیۃ فسرہ ذالک

لوگوں نے عرض کیا دورِ جاہلیت میں تو آپ کو اس سے مسرت ہوئی۔

(۵) مسند احمد اور مسند بزار میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پنیر حاضر کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا

این صنعت ھٰذہ؟ یہ کہاں کا تیار شدہ ہے۔

فقالوا الفارس ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پارس کا بنا ہوا ہے

(۶) ابوداؤد و جامع ترمذی میں ابیض بن جمال سے مروی ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مقام مارب میں جو شوریا بہ ہے وہ مجھ کو عنایت فرما دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے درخواست منظور فرمائی اور وہ ان کو دے دیا گیا جب وہ واپس چل دیئے تو حاضرین مجلس میں سے ایک صحابی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے ان کو کیا دے دیا۔

اتدری ما قطعت لہٗ یا رسول اللہ

ترجمہ:- آپ نے تو ان کو بنا بنایا پانی (جو بلا کد و کاوش کے نمک بن سکتا ہے) دے دیا۔ تو آنحضرت نے ان سے واپس لے لیا۔

ف:- اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت فداہ ابی و امی روحی و قلبی کو اس زمین کی مخصوص حیثیت معلوم نہیں تھی اور اسی لاعلمی کی وجہ سے ابیض بن جمال کو عطا فرما دی تھی لیکن جب بعد میں ان صحابی کے عرض کرنے سے اس کی حیثیت معلوم ہوئی (کہ عام لوگوں کے منافع اس سے وابستہ ہیں) تو آپ نے اس کو واپس لے لیا۔

(۷) صحیح بخاری صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء تشریف لے گئے تو میں نے آنحضرت کے وضو کے لیے پانی بھر کر رکھ دیا۔ جب باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ من وضع ھذا فاخبر فقال اللّٰھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل

ترجمہ:- یہ کس نے رکھا ہے تو آنحضرت کو اطلاع دی گئی کہ میں نے رکھا ہے تو آپ میرے لیے تفقہ فی الدین اور علم تاویل قرآن کی دعا فرمائی۔

ف:- اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر آنحضرت کو پانی رکھنے والے کی اطلاع دوسروں نے دی

(۸) سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بخار میں مبتلا تھا اور مسجد میں پڑا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے پس آپ نے فرمایا

من احس الفتی الدوسی ثلث مرات فقال رجل یارسول اللہ ھو ذا یوعك
فی جانب المسجد فاقبل یمشی حتّی وصل الیّ فوضع یدہ علیّ

ترجمہ:- کسی نے دوسی جوان (ابوہریرہ) کو دیکھا ہے یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا تو ایک شخص نے
عرض کیا حضرت! وہ یہ ہیں بخار میں مبتلا ہیں مسجد کے گوشہ میں ہیں پس آپ میری طرف چلے
اور میرے پاس پہنچ کر اپنا دست مبارک مجھ پر رکھ دیا۔

ف:- اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسجد
میں ہونے کی اطلاع آنحضرت کو نہ تھی دوسرے شخص کے مطلع کرنے سے آپ کو خبر ہوئی۔

(۹) مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالرحمٰن ابن الازہر سے مروی ہے کہ

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح وانا غلام شاب
یسئل عن منزل خالد بن الولید

ترجمہ:- میں نے فتح مکہ کے سال (جبکہ میں جوان لڑکا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ خالد بن ولید کے گھر کا پتہ پوچھتے تھے۔

(۱۰) صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک بار اپنی خالہ
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو میں نے ان کے پاس بھنی ہوئی "گوہ" دیکھی جس کو
ان کی بہن "حفیدہ" نجد سے لائی تھی۔ گوہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر
دی گئی اور آنحضرت کی عادت شریفہ تھی کہ جب تک کھانے کی کیفیت نہ بیان کر دی جاتی اور اس
کا نام نہ بتلا دیا جاتا آپ اس کی طرف بہت کم ہاتھ بڑھاتے تھے۔

وکان قلّما یقدم یدیہ لطعام حتی یحدث عنہ ویسمّی لہ فاھوی
بیدہ الی الضب فقالت امراۃ اخبرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بما قدمتن لہ قلن ھو الضب یا رسول اللہ فرفع یدہ

ترجمہ:- پس آپ نے اپنا دست مبارک گوہ کی طرف بڑھایا تو ایک عورت نے کہا کہ آنحضرت کو بتادیا
کہ آپ کے سامنے کیا رکھا گیا ہے۔ (چنانچہ ازواج مطہرات میں سے جو حاضر تھیں) انہوں

نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ گوہ ہے تو آنحضرت نے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔

ف:۔ اس روائت سے معلوم ہوا کہ جب گوہ آپ کے سامنے رکھی گئی تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ گوہ ہے حتیٰ کہ آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بھی بڑھادیا اور بعد میں دوسروں کے بتانے سے اس کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

(۱۱) طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس معمولی درجہ کی کھجوریں تھیں۔ میں نے ان کھجوروں کو دے کر ان کے بدلے ان سے آدھی عمدہ کھجوریں لے لیں اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے فرمایا ان سے اچھی کھجوریں ہم نے آج تک نہیں دیکھیں۔ تم یہ کہاں سے لائے۔ (حضرت بلال کہتے ہیں)

فحدثته بما صنعت فقال انطلق فرده علی صاحبه

میں نے وہ تبادلے کا واقعہ بیان کر دیا تو آنحضرت نے فرمایا ابھی جاؤ اور ان کو واپس کر کے آؤ (کیونکہ یہ سود ہو گیا ہے)

(۱۲) مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں بہت عمدہ کھجوریں دیکھیں۔ دریافت فرمایا یہ کھجوریں تمہارے پاس کہاں سے آئیں انہوں نے کہا

قلن ابدلنا صاعین بصاع فقال لاصاعین بصاع ولا درهمین بدرهم

ہم نے دو صاع اپنی معمولی کھجوریں دے کر یہ ایک صاع اچھی کھجوریں لے لی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع اور ایک درہم کے بدلے دو درہم جائز نہیں ہیں۔

ف:۔ ان دونوں روائتوں سے معلوم ہوا کہ آپ کو اس ناجائز تبادلہ کی اطلاع دوسروں کے عرض کرنے سے ہوئی۔

(۱۳) روائت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمدؒ نے مسند میں اور ابونعیم نے کتاب المعرفت میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عبدالرزاق نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن جریر نے ابن ساعدہ سے کہ جب اہل قبا کی شان میں آیت طہارت نازل ہوئی۔

ما هذا الطهور الذی قد خصصتم فی هذه الایة وفی بعض الروایات فما

طهورکم وفی بعضہا اِنَّ اللّٰہ قد اثنی علیکم فی الطہور خیراً

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قبا کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہاری وہ خاص طہارت کیا ہے جس کی تعریف خداوند تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم استنجا میں ڈھیلے کے ساتھ پانی بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۱۴) صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ہجرت پر آپ سے بیعت کی اور آپ کو یہ علم نہ تھا۔

ولم یشعر انه عبد فجاء سیده یریده فقال له صلی الله علیه وسلم بعینه فاشتراه بعبدین اسودین ثم لم یبایع احداً بعده حتیٰ یسئل اعبد هو

کہ وہ غلام ہے بعد میں اس کے لینے کے ارادہ سے اس کا آقا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم اس غلام کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے دو حبشی غلام دے کر اس کو خرید لیا اور اس کے بعد آپ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے جب تک یہ دریافت نہ فرمالیں کہ وہ غلام نہیں ہے۔

(۱۵) صحیح بخاری، جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں سریانی زبان جاننے والے صرف یہودی تھے۔ اگر کہیں سے سریانی میں خط آتا تو وہی پڑھتے اور کسی کو سریانی میں کچھ لکھوانا ہوتا تو وہ انہیں سے لکھواتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے مجھ کو سریانی سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا خدا کی قسم میں اپنی خط و کتابت میں یہودیوں کی طرف سے مطمئن نہیں۔ پس نصف مہینہ پورا نہیں ہوا تھا کہ میں نے سریانی زبان سیکھ لی اور مجھے اس میں خاص مہارت ہو گئی۔ پھر میں ہی آنحضرت کی طرف سے یہودیوں کو لکھتا تھا اور میں ہی ان کے خطوط پڑھتا تھا۔

ف :۔ اس روایت میں یہودیوں کی طرف سے جس خطرے کا ذکر ہے وہ جب ہی ممکن ہے کہ آنحضرت کو اس سریانی زبان کا علم نہ ہو جس کا علم اس زمانہ کے یہودیوں کو تھا اگرچہ مدعا کے لیے آپ کا "امی" ہونا بھی کافی ہے۔ جس کی شہادت قرآن مجید میں دی گئی ہے۔ مگر ہم نے یہ روایت اس لیے نقل کر دی

کہ یہ امیت کی ایک عملی تفسیر ہے جس کے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ تاویل صرف اقوال و الفاظ میں چل سکتی ہے نہ کہ واقعات و حالات میں۔ یہاں تک پانچ آیتوں اور پندرہ حدیثوں سے صرف یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عہد رسالت میں بہت سے جزئی واقعات پیش آتے تھے اور آنحضرت فداہ ابی و امی روحی و قلبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اطلاع نہیں ہوتی تھی اور دوسرے لوگوں کو ہو جاتی تھی۔ لیکن صرف ان جزئی معلومات کی وجہ سے (جن کو امور دین و دیانت اور فرائض نبوّت و رسالت سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں) نہ ان دوسرے لوگوں کو آنحضرت سے زیادہ علم دان کہا جا سکتا ہے اور نہ ان علوم کے عدم حصول سے آپ کے کمال علمی میں کوئی کمی آتی ہے۔

عجیب نکتہ

حضرت الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین باب فضائل شب قدر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ نے جہاں قرآن مجید فرقان حمید میں سردار دو جہاں شفیع عاصیاں نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے جن چیزوں کے متعلق وَمَا اَدْرٰىكَ فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا علم آپ کو عطا فرمایا ہے اور جہاں وَمَا یُدْرِیْكَ فرمایا ہے اس چیز کی اطلاع آپ کو نہیں دی جیسا کہ قیامت کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ۝ (سورۃ احزاب)

ترجمہ:- اور کس چیز نے تجھے خبردار کیا جو کب آوے گی قیامت یعنی تو ہرگز نہیں جانتا اس کے آنے کا وقت۔ (ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ جیلانی رحمہ کے ارشاد کی مزید تشریح

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا

(۱) اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝

ترجمہ:- وہ کھڑکھڑانے والی۔ کیسی ہے کھڑکھڑانے والی۔ اے پیغمبر! تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ کھڑکھڑانے والی۔ ہم تجھے بتاتے ہیں کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے۔ اس دن لوگ ہوں گے۔

مثل اڑتے ہوئے پتنگوں کے۔ اور ہوں گے پہاڑ مثل دھنی ہوئی روئی کے۔

(۲) اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

ترجمہ:۔ تحقیق ہم نے اتارا قرآن مجید کو قدر والی رات۔ اے پیغمبر! تجھے کیا معلوم کہ قدر والی رات کیا ہے۔ ہم تجھے بتاتے ہیں کہ قدر والی رات بہتر ہے ہزار مہینہ سے۔

(۳) وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝

ترجمہ:۔ قسم ہے مجھے آسمان اور طارق کی اے پیغمبر تجھے کیا معلوم طارق کیا ہے۔ ہم تجھے بتاتے ہیں طارق کیا ہے۔ وہ چمکتا ستارہ ہے۔

(۴) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْــٴًـا ؕ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! تجھے کیا معلوم ہے فیصلے کا دن۔ پھر اے پیغمبر تجھے کیا معلوم کیا ہے فیصلے کا دن ہم تجھے بتاتے ہیں اس دن نہیں مالک ہوگا کوئی کسی کا۔ اس دن اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ تو

حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات آیات قرآنی کی روشنی میں نکھر کر سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو وَمَا اَدْرٰىكَ فرمایا۔ آگے اس چیز کو بیان کر دیا اور جہاں وَمَا یُدْرِیْكَ فرمایا۔ اس چیز کا علم آپ کو عطا نہیں فرمایا۔ جیسا کہ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا۔ یعنی علم وقوع قیامت آپ کو عطا نہیں کیا گیا۔ اس کی تائید قرآن مجید کی متعدد آیات اور بیشتر احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے ہم پہلے قرآن مجید کی آیات بیان کرتے ہیں۔

(۱) یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔ اے میرے پیارے رسول! لوگ آپ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ کب ہوگی۔ (تاریخ بتاؤ) آپ فرما دیجئے۔ اس کی خبر صرف میرے پروردگار کو ہے۔ وہی اس کو مناسب وقت میں ظاہر کرے گا۔

(۲) يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ۔

(پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔ اے میرے پیارے نبی! قیامت کے متعلق تو آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کی ٹوہ میں ہے۔ آپ بتادیجئے اس کی خبر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(۳) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ص وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (پارہ ۲۹ رکوع ۲)

ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (وقوع قیامت کا) کب ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیجئے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

(۴) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (سورۃ انعام)

ترجمہ:۔ اور اسی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں نہیں جانتا ان کو کوئی مگر اللہ ہی۔

ف:۔ حدیث شریف میں صاف صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ "مفاتح الغیب" غیب کی چابیاں سے مراد علوم خمسہ ہیں اور ان علوم خمسہ کی وضاحت قرآن مجید نے کردی ہے۔

(۵) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌۢ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

(۲۱ پارہ سورۃ لقمان آخری آیت کریمہ)

ترجمہ:۔ علم قیامت اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحموں میں کیا ہے اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی جان کو معلوم ہے کہ وہ کون سی زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۷۴ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

فَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ لَا يَعْلَمُهٗ نَبِىٌّ مُرْسَلٌ وَّلَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ

ترجمہ:۔ پس قیامت کے وقوع کا علم کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں جانتا۔

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت ہے۔

قال ابن عباس هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرّب ولا نبي مصطفى فمن ادعى انه يعلم شيئاً مِنْ هٰذِهٖ فَاِنه كفر بالقرآن۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ان پانچ چیزوں کا علم کوئی مقرب فرشتہ اور برگزیدہ نبی بھی نہیں جانتا اور جو شخص ان علوم خمسہ کے جاننے کا دعویٰ کرے تو اس نے قرآن مجید کا انکار کیا۔

تفسیر معالم التنزیل برحاشیہ خازن صفحہ ۱۱۶ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ارشاد نقل ہے۔

قال ابن مسعود اوتی نبیکم علم کل شیٔ اِلّا مفاتیح الغیب

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اے لوگو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر ایک شئے کا علم (بکثرت) دیا گیا۔ مگر مفاتیح الغیب (علوم خمسہ) کا علم نہیں دیا گیا۔

تفسیر مدارک میں سورہ لقمان کی آخری ایت کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا اور اس سے پوچھا۔ میری عمر کتنی ہے اس نے پانچ انگلیوں کا اشارہ کیا۔ صبح معبّرین سے اس کی تعبیر پوچھی تو کسی نے کہا اے خلیفہ! آپ کی عمر پانچ سال ہے کسی نے کہا پانچ مہینے ہے کسی نے کہا پانچ دن۔ اس کی تعبیر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ ملک الموت (حضرت عزرائیلؑ) نے جو پانچ انگلیوں کا اشارہ کیا ہے تو اس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی المتوفی ۱۲۲۵ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں سورہ اعراف زیر آیت انما علمها عند ربی کے تحت فرماتے ہیں۔

استأثر بعلمها لا يعلمها الا هو لم يطلع عليه ملكا مقربا ولا نبيا مرسلا

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کو اپنے لیئے خاص کر لیا ہے اور اس کے وقوع (یعنی تاریخ) کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اس نے اس بات پر کسی مقرب اور نبی مرسل کو اطلاع دی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ تفسیر جلالین میں قل انما علمها عند اللہ

(سورت احزاب) کے تحت فرماتے ہیں۔

انت لا تعلمہا

ترجمہ:- اے پیغمبر! آپ قیامت کے وقوع کا علم نہیں رکھتے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت ہے۔

اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ قد استاثر بہٖ ولم یطلع علیہ نبیاً ولا ملکاً

ترجمہ:- بے شک اللہ پاک نے خاص کر لیا اپنے ساتھ قیامت کا علم اور اس پر کسی نبی اور فرشتہ کو اطلاع نہیں دی۔

بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کے تمام مدارس میں پڑھائی جانے والی تفسیر بیضاوی میں سورہ احزاب کی آیت قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ کے تحت ہے۔

لم یطلع علیہا ملکاً ونبیاً۔

ترجمہ:- وقوع قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس پر کسی فرشتے اور نبی کو اطلاع نہیں دی۔

پیارے ناظرین! آپ نے پچھلے صفحات میں قرآن پاک کی آیات اور اس کے تحت جلیل القدر مستند مسلّم مفسرین کرام رحمہ اللہ تعالیٰ عنہم کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمالی تو یہ بات آپ کے سامنے نکھر کر آگئی کہ وقوع قیامت کا علم کسی مقرب فرشتے اور چنے ہوئے نبی رسول کو بھی نہیں دیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے تو بات اور صاف کر دی کہ اے مسلمانو! تمہارے نبی یعنی آقائے نامدار حبیب کردگار شافع روز شمار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی علوم خمسہ یعنی (۱) قیامت کا علم (۲) بارش کا علم (۳) ماں کے رحم کا علم (۴) ہر جان کل کیا کمائے گی۔ (۵) اور کس زمین میں مرنا ہے۔ کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ان پانچ چیزوں کا علم کسی کے لیے عطائی طور پر بھی مانے تو اس نے قرآن پاک کا انکار کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۵۰ھ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب ہم حدیث شریف کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں۔

حدیث جبرائیل کو احادیث مبارکہ میں وہ مقام حاصل ہے جو قرآن پاک میں سورہ فاتحہ کو حاصل ہے یہ حدیث حضرت امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب بخاری شریف میں تین جگہ لائے ہیں۔ (۱) کتاب الایمان (۲) کتاب الاستسقاء۔ (۳) کتاب التفسیر

بخاری شریف کے علاوہ یہ حدیث مبارک صحیح مسلم، ترمذی، النسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوعوانہ، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، بیہقی، بزار طبرانی اور مشکوٰۃ میں آئی ہے گویا کہ یہ حدیث احادیث کی اکثر و بیشتر کتب میں موجود ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت بریدہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوعامر اشعری، حضرت جریر بجلی، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

بخاری شریف کتاب الایمان میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

عن ابی هريرة قال كان النبی صلی الله عليه وسلم بارزاً يوماً للناس فاتاه رجل فقال ما الايمان قال الايمان ان تومن بالله وملئكته وبلقائه وكتبه وبرسله و تومن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد الله ولا تشرك به شيئاً وتقيم الصلوة وتودی الزكوة المفروضة وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك قال متی الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل وساخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامة ربها واذا تطاول رعاة الابل البهم فی البنيان فی خمس لا يعلمهن الا الله ثم تلا النبی صلی الله عليه وسلم ان الله عنده علم الساعة الآية ثم ادبر فقال ردوه فلم يروا شيئاً فقال هذا جبريل جاء يعلم الناس دينهم

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا انہوں نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس سے ملنے کا اور اس کی کتابوں کا

اور اس کے پیغمبروں کا یقین کرے اور مر کر جی اٹھنے کو مانے۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ ہی کی عبادت کرے اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو ٹھیک طور پر ادا کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اس نے پوچھا احسان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی ایسے عبادت کر جیسا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی خوب دل لگا کر عبادت کر۔ اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا جس سے تو پوچھتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں اور تو دونوں نہ جاننے میں برابر ہیں اور میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے میاں کو جنے۔ یعنی اولاد نافرمان ہو گی جب کالے اونٹ چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں تعمیر کر لیں۔ یعنی نہایت غریب لوگ امیر بن جائیں۔ قیامت ان پانچ باتوں میں ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آنحضرت نے (سورہ لقمان) کی یہ آیت پڑھی۔ بے شک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی آخر آیت تک۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ۔ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہ دیکھا تب آپ نے فرمایا یہ جبریل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل اول میں بھی آئی ہے اس کے تحت شیخ المشائخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں۔

نیست آنکس کہ پرسیدہ شدہ اور از وقت قیام ساعت داناتر از کسے کہ پرسندہ است یعنی نیستم من داناتر از تو بداں یعنی من و تو ہر دو برابریم در نادانستن آں بلکہ ہر سائل و مسئول ہمیں حال دارد کہ آں را جز خداوند تعالیٰ کسے نداند۔ و وے تعالیٰ ہیچکس را از ملائکہ و رسل برآں اطلاع نداده (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۵)

ترجمہ:۔ نہیں ہے وہ شخص جس سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت پوچھا گیا زیادہ جاننے والا پوچھنے والے سے۔ یعنی میں تجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں۔ یعنی میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور تو (سید الملائکہ جبرائیل علیہ السلام) دونوں (علم قیامت) نہ جاننے میں برابر ہیں بلکہ ہر سائل اور مسئول یہی حال رکھتا ہے کہ اس کو سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا

اور اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی ملائکہ اور رسولوں سے (قیامت کی تاریخ اور وقت) اس پر اطلاع نہیں بخشی۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۳۴ مطبع نول کشور پر فرماتے ہیں۔

تعین وقت وی جز علام الغیوب خدا ند و ہیچ کس رابداں راہ نداده اند۔ این قدر ہست۔ کہ علامات کہ پیش از وے بوجود آید و نشان قرب وے گردد نہادہ۔

ترجمہ:۔ قیامت کا معین وقت سوائے علام الغیوب خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہیں دی ہاں اس قدر ہے کہ اس کی علامات اور نشانات جو اس سے پہلے ہوں گے ان کو بتا دیا۔

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مسلم شریف باب قرب الساعۃ فصل اوّل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اپنے انتقال سے صرف ایک مہینہ پہلے۔

تسئلونی عن الساعۃ وانما علمها عند اللہ

ترجمہ:۔ تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ و تشریح اس طرح لکھتے ہیں۔

مے پرسید مرا از وقت قیام قیامت و نیست علم بہ تعیین وقت آں مگر نزد خدا عزوجل یعنی از وقت وقوع مے پرسید آں خود معلوم من نیست و آنرا جز خدا تعالیٰ اند اند

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۷۷)

ترجمہ:۔ تم مجھ سے قیامت کے قائم ہونے کے متعلق پوچھتے ہو اس کا مقرر وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یعنی تم قیامت کبریٰ کے وقوع کا وقت مجھ سے پوچھتے ہو وہ مجھے خود کو بھی معلوم نہیں اس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

پیارے ناظرین! جب بریلوی دوستوں کے سامنے یہ تمام عبارات رکھی جاتی ہیں تو جواب یہ ملتا ہے کہ قیامت اس وقت واقع ہوگی جب ایسا ایسا ہوگا تو یہ بھی علم قیامت ہے لیکن اس سے

کسی کو انکار ہے کہ آپ نے قرب قیامت کی نشانیاں نہیں بتائیں۔ محل نزاع تو یہ ہے کہ جب علم غیب کلی و تفصیلی ہوا اور آنحضرت فداہ ابی وامی روحی و قلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان ٹھہرے۔ آپ پر سب کچھ مثل ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر ہے تو قیامت کی تاریخ بھی معلوم ہونی چاہیئے لیکن آپ مندرجہ بالا مستند کتابوں مسلّم بزرگوں کے حوالہ جات بالخصوص حضرت الشیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت دوبارہ سہ بارہ پڑھیں تو حقیقت آپ کے سامنے آجائے گی۔ ہم نے حضرت الشیخ محدث دہلوی کے حوالہ جات بکثرت اس لیے دیئے ہیں کہ ہمارے بریلوی دوستوں نے متحدہ ہندوستان کے اکثر بزرگوں کو معاف نہیں کیا لیکن آپ کے ساتھ کچھ زیادہ محبت و عقیدت کا دم بھرتے ہیں لیکن حضرت شیخ صاحب بھی ان کا ساتھ نہیں دے رہے۔

حضرت الشیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کتنی وضاحت سے فرما رہے ہیں۔

"کہ وقوع قیامت کا علم آنحضرت کو نہیں دیا گیا"

ارشاد قرآنی ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (پارہ ۲۰ رکوع ۱)

ترجمہ:۔ کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں چھپی بات کو جو پردے میں ہے۔ یعنی فرشتے اور جنّ اور آدمی ان سب سے کسی کو غیب کی خبر نہیں مگر خدا تعالیٰ ہی کو ہے جو وہی جانتا ہے غیب کی چیز اور خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے کہ کس وقت یہ مردے سب جی اٹھیں گے یعنی کسی کو غیب کی خبر نہیں کہ قیامت کب ہوگی۔

(موضح القرآن تفسیر از شاہ عبدالقادر دہلوی ؒ)

ف:۔ اس آیہ کریمہ کے تحت حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۴ھ اپنی مستند و شہرہ آفاق تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ پہ فرماتے ہیں۔

کما فی الصحیح المسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لجبریل وقد سأل عن الساعۃ ما المسئول عنہا باعلم من السائل ای تساوی فی العجز عن درک ذالک علم المسئول والسائل

ترجمہ:- جیساکہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ آنحضرت نے وقتِ قیامت کے سوال کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ مسئول یعنی میں سائل سے یعنی تم سے اس بارہ میں زیادہ علم نہیں رکھتا۔ مطلب یہ تھا کہ اس علم کی تحصیل سے عاجز رہنے میں سائل اور مسئول (دونوں) برابر ہیں۔

پیارے ناظرین! دیکھئے حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بھی آنحضرت فداہ ابی وامی روحی وقلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دجاننے میں برابر بتا رہے ہیں لیکن بریلوی جماعت کے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی حال مقیم گجرات اپنی کتاب جاء الحق میں اس حدیث جبریل کا ترجمہ غلط کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"کہ ما المسئول عنہا باعلم من السائل کا معنی یہ ہے کہ اے جبرائیل میں اور تو اس علم قیامت کے جاننے میں برابر ہیں"۔

پیارے ناظرین! ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ ان الفاظ کا ترجمہ ومفہوم کسی بھی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، بالخصوص حنفی بزرگ وعالم نہیں کیا۔ جو ترجمہ یہ بریلوی بزرگ اور مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے شاگرد اور جناب اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سچے عاشق کر رہے ہیں۔ بریلوی جماعت کے معتمد بزرگ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یہ ہے۔

"کہ اے جبریل میں اور تو (دونوں) علم قیامت کے نہ جاننے میں برابر ہیں"۔

پیارے ناظرین! اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ واقعی تحقیق کرنا چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لائیں ہر دو کتب آپ کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہو گا۔ جو لوگ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترجمہ غلط کرتے ہیں وہ تفسیر اور اقوال بزرگان دین میں کیوں نہ اپنے ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجّالون کذّابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا

یفتنونکم (رواہ مسلم ومشکوٰۃ صفحہ ۲۸)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ ایسے لوگ آخر زمانے میں تلبیس کرنے والے بہت جھوٹ بولنے والے لائیں گے تمہارے پاس ایسی حدیثیں جو تم اور تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی ہوں گی۔ پس دور رہو ایسے لوگوں کو اپنے سے یعنی ان سے محبت نہ رکھو تاکہ تم کو گمراہ نہ کرسکیں اور فتنہ میں نہ ڈال سکیں

پیارے ناظرین ! اب آپ خود ہی سوچیں یہ حدیث کن لوگوں پر پوری اترتی ہے۔ بریلوی بزرگوں کا تانا بانا اوڑھنا بچھونا ہی چند موضوع بناوٹی اختراعی خود ساختہ حدیثیں ہیں بس یوں ہی محفل میں گرمی پیدا کرنے کے لیئے کسی امام کا نام لے لیا۔ عوام بیچارے کیا سمجھیں کہ جن امام کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ عالموں کے امام ہیں یا جاہلوں کے۔ حضرت مفتی صاحب نے تو یہودی علماء کا کارنامہ تازہ کردیا۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ ہمارے پاس ان کی اور ان کی جماعت کے مشہور مبلغین وواعظین کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ حدیث وقرآن کا مفہوم بدلنا تو ان صاحبوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے یہ ہیں بریلوی جماعت کے حکیم الامت جناب مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی گجراتی جب ان کا یہ حال ہے تو چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کا اندازہ آپ خود لگالیں ؎

بڑے بھولے بڑے سیدھے کہیں کے
ذرا دیکھو تو دیکھو آستیں کے

اعلیٰحضرت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بعد بریلوی جماعت میں ازروئے کتب نویسی کے ان کا دوسرا نمبر ہے۔ خدا معلوم جن کا تیسرا نمبر ہے وہ کیا گل کھلاتے ہوں گے ؎

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

علامہ اقبال مرحوم کیا خوب فرماتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

علم غیب کے متعلق فقہاء حنفیہ کا متفقہ فیصلہ

علم غیب کے متعلق فقہاءِ حنفیہ کا متفقہ فیصلہ

رجل تزوج بغیر شہود فقال الرجل والمرأۃ خدا ورسول را گواہ کردیم قالوا یکون کفراً لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت

(فتاویٰ قاضی خان جلد ۷ صفحہ ۸۰۴ مصنفہ امام حسن بن منصور المعروف قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ)

ترجمہ:- کسی شخص نے نکاح کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور رسول کو گواہ کرتے ہیں فقہاء کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوگیا کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب دان ہیں حالانکہ جب آپ زندہ تھے تو اس وقت بھی غیب دان نہیں تھے تو فوت ہو جانے کے بعد کس طرح عالم الغیب ہو گئے۔

ایسے ہی فقہ حنفی کی معتبر کتاب "تاتار خانیہ" میں ہے۔

رجل تزوج امرأۃ ولم یحضرہ شہود فقال خدا ورسول را یا فرشتگاں را گواہ کردم بطل النکاح وکفر الناکح لاعتقاد ان الرسول والملائکۃ تعلم الغیب وتسمع النداء

اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے پانچ سو جید فقہاء علماء احناف کا مرتبہ فتاویٰ بنام فتاویٰ عالمگیری ۱۰۸۰ھ جلد ۲ صفحہ ۲۰ امام محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ھ کی مرتب کردہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار جلد ۲ صفحہ ۷۔

مصر کے فقیہہ اعظم مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۰ھ اپنی مشہور فقہ کی کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد ۳ صفحہ ۹۴ امام محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۲۷ھ فتاویٰ بزازیہ میں شام کے مفتی اعظم ابن عابدین فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۰۶ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ھ مالابدمنہ میں مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی محشی ہدایہ وشرح وقایہ کتب جلیلہ فقہ حنفیہ وموطا امام محمد متوفی ۱۳۰۴ھ اپنے فتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۷ پر بھی لکھا ہے۔

فقہاء احناف میں مجتہد اعظم شارح ہدایہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ اپنی مشہور کتاب سامرہ جلد ۲ صفحہ ۸۸ پر لکھتے ہیں۔

ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ :- حنفی علماء نے صراحت کے ساتھ اس شخص کی تکفیر کی ہے جو یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب داں ہیں اس لیے کہ یہ بات قرآن مجید کی آیت قل لَّا یَعْلَمُ کیساتھ ٹکراتی ہے۔

ف :- یہی بات گیارہویں صدی کے مجدد امام ملاں علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۱۴ھ نے شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵ پر لکھی ہے۔

پیارے ناظرین! ہم نے تمام جید علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین اور بزرگان دین کے اقوال لکھ دیئے ہیں اور ساتھ ہی ہر بزرگ، عالم کا سن وفات بھی درج کیا ہے جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسئلہ علم غیب کے متعلق ہر صدی کے جید علماء نے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم غیب، غیب داں نہیں ہے حتیٰ کہ رسول خدا، حبیب خدا، اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی غیب داں نہیں اور جو یہ عقیدہ ناپسندیدہ رکھے وہ بالاتفاق کافر ہے تو اب حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۶۱ھ کی بات نکھر کر سامنے آگئی کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر کو وما ادراک فرمایا ہے اس چیز کا علم آپ کو دے دیا اور جہاں وما یدریک فرمایا ہے اس چیز کا علم آپ کو نہیں دیا ہے۔ اس سے مقصود معاذ اللہ آپ کی تنقیص نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ غیب داں ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے جو کسی میں نہیں آسکتی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں لاشریک ہیں اسی طرح وہ اپنی صفات، کمالات اور اختیارات میں بھی لاشریک ہیں۔ کیونکہ عالم الغیب (غیب داں) سے مراد یہ ہے کہ جمیع مغیبات کلیتاً وجزئیتاً ازلاً وابداً کا عالم ہو سو یہ شان باری تعالیٰ عز اسمہٗ کی ہے ہاں ایسا کہتے میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جملہ علوم آپ کو عطا فرمائے ہیں اس کے علاوہ بعض واقعات بوقت ضرورت بقدر ضرورت بتادیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا ہے کہ وہ ہمارے عقائد اور عمل دونوں کو درست فرمائے آمین ثم آمین۔

آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اھدِنَا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وَلَا الضَّآلِّیْن

آمین اللھم صَلِّ وسلم علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وسلمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

العبد الضعیف محمد حنیف یزدانی قصوری

۸ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
۵ جولائی ۱۹۶۸ء بروز جمعہ بوقت عصر

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی تائید میں
مولانا ابوالکلام آزاد کو متاثر کرنے والی
اُردو زبان میں مسئلہ اجتہاد و تقلید اور عمل بالحدیث کے موضوع پر
سب سے پہلی
ایک علمی و تحقیقی کتاب

"معیار الحق"

تصنیف :- شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
پیش لفظ :- حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی گوجرانوالہ رحمۃ اللہ علیہ
جو کہ ستّرہ صفحات پر مشتمل ہے جس کے مستقل عنوانات یہ ہیں۔

اجتہاد و تقلید کی تعریف ۔ مسئلہ اجتہاد و تقلید کی تاریخ ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خدمات ۔ حضرت شیخ الکل کا تعارف ۔ آپ کا تبحرِ علمی حضرت الشیخ کا تاثر تلامذہ پر ۔ حضرت کی امن پسندی ۔ حضرت کا تحمل ۔ معیار الحق کی اشاعت وغیرہ ہیں ۔ مصنف کتاب علیہ الرحمۃ نے قرآن و حدیث کے علاوہ ۳۵ جیّد حنفی علماء و آئمہ کے اقوال ردِ تقلید میں درج فرمائے ہیں ۔ حدیث قلتین ۔ حدیث غلس حدیث اسفارِ فجر ۔ حدیث ابرادِ ظہر ۔ حدیث مثلین عصر کی عمدہ تحقیق ہے ۔ اس کتاب پر پاک و ہند کے ہفت نامول الاعتصام ۔ توحید ۔ چٹان اور ترجمان دہلی میں تبصرے بھی آچکے ہیں ۔ دیدہ زیب ٹائٹل ۔ کتابت طباعت عمدہ ۔ سفید کاغذ ۔ مضبوط جلد ۔ بڑے سائز کے ۵۰۰ صفحات ۔ قیمت صرف دس روپیہ ۔

ناشر :- مکتبہ نذیریہ ۔ چیچہ وطنی ۔ ضلع ساہیوال ۔

مسلک اہلحدیث پر بےنظیر کتاب

تحریکِ آزادیٔ فکر

اور

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تجدیدی مساعی

تصنیف۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ رحمۃ اللہ علیہ۔

کتاب کیا ہے مسلک اہلحدیث کا مرقع ہے جس کے مستقل عنوانات یہ ہیں:۔

تحریک اہلحدیث کا مدّوجزر۔ تحریک اہل حدیث کا مؤقف اور خدمات
برصغیر پاک وہند میں اہلِ توحید کی سرگرمیاں۔ ترکِ تقلید اور اہل حدیث۔ م
تقلید پر تحقیقی نظر۔ اہلِ حدیث کی اقتداء۔ ایک مقدس تحریک جو مظالم کا تختۂ مش
بنی رہی۔ ہفت روزہ الاعتصام میں جتنے مضامین حضرت شیخ الحدیثؒ کے لفظ
اہلِ حدیث کے نام سے شائع ہوتے رہے ان سب کو یکجا کرکے مع اضافات کے
کتابی صورت میں نہایت آب وتاب سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب پر الاعتصام
چٹان میں تبصرہ بھی آچکا ہے۔ معیار الحق اور تحریک آزادیٔ فکر دونوں کتابو
ہر عالم اہل حدیث کے پاس ہونا ضروری ہے۔ کوئی لائبریری ان کتابوں سے خا
نہیں رہنی چاہیئے۔ کتابت طباعت عمدہ۔ سفید کاغذ۔ مضبوط جلد۔
دیدہ زیب ٹائٹل۔ بڑے سائز کے ۲۴۸ صفحات۔ قیمت ۸ روپیہ

ناشر:۔ مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی۔ ضلع ساہیوال

مرزائے قادیان اور علماءِ اہلحدیث

تالیف:۔ مولانا محمد حنیف یزدانی

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز دوستی۔ اس کا دعویٰ نبوت اس کا اخلاق بیان کرنے کے بعد مرزائے قادیان کی زندگی سے لے کر آج تک جس جس اہل حدیث عالم دین نے تحریری۔ تقریری مناظرہ مباہلہ کے طور پر مرزا اور مرزائیت کا ردّ کیا ہے ان سب کا تذکرہ بالخصوص حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ مولانا محمد بشیر سہسوانی کا مرزا کے ساتھ سب سے پہلا مناظرہ دہلی میں۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین کی پیشگوئی۔ خدمات مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی کھلی چٹھی بنام مرزائے قادیان۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے چودہ مناظرے۔ مرزا کے ساتھ مباہلہ۔ حضرت شیخ الحدیث گوجرانوالہ کا مضمون مرزائے قادیان معمولی اخلاق کی روشنی میں۔ سید محمد شریف گھڑیالوی کا چیلنج مباہلہ مرزا بشیر الدین محمود۔ حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری کا فسانۂ قادیان۔ غرضیکہ روپڑی غزنوی۔ غزنوی ہزاروی اداعلیٰ عالم حدیث کی خدمات جلیلہ کا مکمل مفصل تذکرہ۔

اس کتاب پر ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث۔ الاعتصام اور المنبر میں تبصرہ بھی آچکا ہے۔ کتابت۔ طباعت عمدہ۔ بڑے سائز کے ۱۰۰ صفحات۔

قیمت صرف ایک روپیہ

ناشر

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

ہمارے عقائد

تالیف :۔ مولانا محمد حنیف یزدانی

اس پچاس صفحہ کتابچہ میں توحید، رسالت۔ قرآن مجید۔ صحابہ کرام۔ اہل بیت، امہات المومنین۔ آئمہ مجتہدین۔ آئمہ محدثین۔ آئمہ مجددین۔ بزرگان دین۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ نماز پنجگانہ۔ اور ملائکہ کے متعلق صحیح صحیح عقائد عام فہم اور سلیس الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں جسے معمولی پڑھا لکھا آدمی باسانی سمجھ سکتا ہے۔ ابتدائی طور پر بچوں کے لئے بھی یہ کتابچہ بہت مفید ہے۔ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث اور المنبر میں اس پر تبصرہ بھی آچکا ہے کتابت طباعت عمدہ۔ قیمت صرف۔ ۵۰ پیسہ۔

شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی

(تصویر کا دوسرا رخ)

تالیف :۔ مولانا محمد حنیف یزدانی

روزنامہ نوائے وقت ۲ رجون ۱۹۶۸ء میں قاضی عبدالنبی صاحب کوکب کا مضمون شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلق شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے فاضل بریلوی کو تحریک آزادی کا علمبردار قرار دیا تھا۔ اس ۸ صفحہ پمفلٹ میں حقیقت سے پردے اٹھاتے ہوئے مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ فاضل بریلوی نے تحریک آزادی کے علمبرداروں اور حامیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان کی ہمدردیاں انگریز بہادر کے ساتھ تھیں۔ ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے مولانا یزدانی نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ حق واضح کیا ہے۔ انگریز نے اپنے باغیوں کا نام "وہابی" رکھا اور فاضل بریلوی نے وہابی کا نام لے کر ان پر فتوے لگائے۔ وہ تمام فتاویٰ بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔ قیمت برائے اشاعت ۱۰ پیسہ

ناشر :۔ مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

مرشدِ جیلانی

کے

ارشاداتِ حقّانی

از

مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی